

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ (49. سورۃ الحجرات)

اسلام کا نظامِ حقوق و فرائض



تالیف:

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

تخریج و اضافہ:

حافظ حامد محمود الخضری

تحت اشرف:

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

باب:۲ نبی کریم ﷺ کے حقوق

باب:۳ دین اسلام کے حقوق

باب:۴ قرآنِ حکیم کے حقوق

باب:۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

باب:٦ اہل علم کے حقوق

باب:٧ مسلمانوں کے حقوق

باب:٨ والدین کے حقوق

باب:۹ اولاد کے حقوق

باب:۱۰ حقوقِ زوجین

............*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّاتِ أعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾.... ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ . "

دین اسلام میں فرائض، واجبات اور ذمہ داریوں پر بھی حقوق کے ساتھ ساتھ یکساں زور دیا گیا ہے۔ متعدد قرآنی آیات اور احادیث نبویہ اس پر شاہد عدل ہیں، جن سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی شریعت کے ان اہم ماخذ ومصادر میں انسانی فرائض و واجبات کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا﴾

(النساء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

اور رسول مکرم ﷺ نے درج ذیل حدیث میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باہمی تعلق کو بڑی تاکید سے بیان کیا ہے:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا مُعَاذُ، أَتَدْرِي مَاحَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.)) [1]

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندے پر کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ

[1] صحيح بخاری، كتاب التوحيد، رقم: ٧٣٧٣.

اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ نے

ارشاد فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اللہ پر بندے کا کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ (اپنے ایسے) بندوں کو عذاب نہ دے۔''

اسی طرح سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مملکت کے تمام مسلم و غیر مسلم باشندوں کو رنگ و نسل، وطن یا دنیوی حیثیت کے بغیر وہ تمام بنیادی حقوق عطا کیے جو قرآنِ حکیم نے متعین کیے ہیں، مثلاً جان و مال، عزت و آبرو اور نجی زندگی کا تحفظ، عورتوں اور خادموں کے حقوق کا تحفظ، عقیدے کی آزادی کا حق، مذہبی دل آزاری سے تحفظ، حاجت مندوں، مسکینوں اور معذوروں کے لیے وسائل مملکت سے متمتع ہونے کا حق وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد پر اس قدر زور دیا کہ اُن کی ادائیگی کو نہایت اعلیٰ درجے کی عبادت بنا دیا۔ یہاں تک کہ ان کی ادائیگی کے بغیر دوسری عبادتوں کو، خواہ وہ کتنی کثرت سے کی جائیں، بارگاہِ الٰہی میں نا قابل قبول ٹھہرایا لیکن اس کے ساتھ آپ نے واضح فرما دیا کہ بنیادی حقوق انسان کا مطلب ''مادر پدر آزادی'' نہیں ہے بلکہ یہ حقوق اُن حدود کے اندر ہوں گے جو اللہ نے مقرر کی ہیں۔ مثلاً خواتین کو جلباب وخمار اوڑھنے کا حکم دیا گیا:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹)

''اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے، اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے، اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

اور تبرّج جاہلیہ سے منع کیا گیا۔ اُمہات المومنین کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے گھروں

میں وقار کے ساتھ رہیں اور کسی سے پردے کی آڑ سے بات کریں بھی تو اس قدر محتاط لہجے میں کہ سننے والے کے دل میں کوئی غلط قسم کی اُمید نہ پیدا ہو جائے۔

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰىo﴾ (الاحزاب : ۳۲،۳۳)

''اے میرے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے، اور سیدھی سادی بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو، اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلا کرو۔''

عورت کو محرم کے بغیر سفر سے منع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے عورت کو علوم وفنون کی تحصیل سے منع نہیں فرمایا مگر اخلاق وعصمت کی حدود قائم فرمائیں۔ اسی طرح غیر مسلموں (یہودیوں، عیسائیوں وغیرہ) کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی مگر اُن کو ملک میں شورش اور فساد برپا کرنے کا حق نہیں دیا، البتہ شہری اور ثقافتی معاملات میں اُن کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے اور اُن سے امن وآشتی کے معاہدے کئے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا دائمی منشور:

۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دائمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عظیم الشان خطبے کی چند شقیں ملاحظہ ہوں:

❁ اگر تم کتاب اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوسکو گے۔

- کسی سے ناانصافی مت کرو۔
- کسی عرب کو عجمی پر، کسی عجمی کو عرب پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔
- سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ہم سب ایک اُمت ہو۔

یہ امر باعث صد افسوس ہے کہ آج مغرب کو انسانی حقوق کا علم بردار قرار دیتے وقت یہ بات نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل انسانیت کو اس سے کہیں زیادہ حقوق عطا کر دیے تھے۔

اسلام جملہ ہائے زندگی میں اعتدال کا درس دیتا ہے۔ بایں وجہ اسلام کا فلسفہ حقوق دیگر نظام ہائے زندگی کے فلسفہ حقوق سے بایں طور مختلف وممتاز ہے۔

(۱) اسلام مطالبہ حق کے بجائے ایتائے حق کا درس دیتا ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰیo﴾

(النحل : ۹۰)

''بے شک اللہ انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کو مالی (تعاون) دینے کا حکم دیتا ہے۔''

(۲) اسلام نے حقوقِ انسان کا ایسا جامع تصور عطا کیا جس میں حقوق وفرائض میں باہمی توازن پایا جاتا ہے۔ مثلاً عورتوں اور مردوں کے حصہ ہائے وراثت میں موجود فرق بھی اس حکمت کی وجہ سے ہے ورنہ مطلق حقوق کے باب میں مرد وعورت میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِo﴾ (البقرہ : ۲۲۸)

''اور دستور کے مطابق عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔''

(۳) اسلام نے بعض امور کو ان کی قانونی و معاشرتی اہمیت کے پیش نظر حق نہیں بلکہ فرض قرار دیا، اوران کی عدم ادائیگی پر سزا کا مستوجب ٹھہرایا ہے۔ مثلاً شہادت (گواہی) اسلام میں شہادت دینا مردوں پر فرض ہے۔

﴿لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ: ۲۸۳)

''اور تم گواہی نہ چھپایا کرو، اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔''

(۴) اسی طرح اسلام میں بعض امور کا تعلق ثقافتی اور معاشرتی مسائل کے حل سے ہے، محض حقوق سے نہیں۔ مثلاً حجاب کا معاملہ تو اسلام نے خواتین کے لیے حجاب کو لازمی قرار دے کر ان کا حق آزادی نہیں چھینا بلکہ انہیں تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور معاشرتی پاکیزگی اور عفت کا انتظام بھی کیا۔

الغرض رسول کریم ﷺ کے عطا کردہ حقوق اللہ وحقوق العباد کے فلسفہ وحکمت سے یہ امر واضح ہے کہ یہی نظام، عدل و انصاف کا حامل ہے جو معاشرے کو حقیقی امن آشتی کا گہوارہ بناتے ہوئے ایک فلاحی مملکت کی حقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسی کے پیش نظر ضرورت تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نظامِ حقوق وفرائض کو موضوع تحریر بنایا جائے جو کہ درحقیقت انسانی حقوق کا بے مثال عالمی چارٹر ہے، اور جسے سب سے پہلا منشورِ انسانی حقوق ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ ہمارے انتہائی قابل احترام بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اور حافظ حامد محمود الخضری نے اللہ کی توفیق سے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور زیر نظر تصنیف ''اسلام کا نظامِ حقوق وفرائض'' میں اسلام کے اسی زرّیں پہلو کے مختلف گوشوں کو زیر بحث لایا ہے، اور اسلام کے اسی پہلو کو دلائل و براہین قاطعہ سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جزاهم الله فى الدنيا والآخرة.

ان احباب کے لیے اللہ رب العزت آسانیاں فرمائے جن کا تعاون دامے درمے، سخنے قدمے ہے، اور جنہوں نے ادارہ ''انصار السنہ پبلی کیشنز'' کی تالیف کردہ کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے جو مارکیٹنگ کا کام بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہٖ، محمد، وآلہ، وصحبہٖ، وسلم تسلیما کثیراً.

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

(سرپرست) انصار السنہ پبلی کیشنز۔ لاہور

۲۰۰۸۔۷۔۱۴م



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، أما بعد!

جناب محمد عربی ﷺ کی ذاتِ اقدس مجسّم خیر و برکت اور رحمت وشفقت تھی۔ خود خالق ارض وسما نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ کے کسی بھی پہلو پر نگاہ ڈالیں اس میں خیر و برکت اور رحمت ہی رحمت نظر آئے گی۔ آپ کی حیاتِ طیبہ قرآنِ حکیم کی عملی تفسیر تھی۔ قرآن مجید کے احکام ومنشا اور رسول اللہ ﷺ کے عمل میں کچھ فرق نہ تھا۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔''

رسول اکرم ﷺ اہل عرب ہی کے لیے نہیں، بلکہ تمام عالم کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سبا: ۲۸)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے، خوشخبری دینے اور ڈرانے والا (بنا کر) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور آپ کی تعلیم و ہدایت وقتی یا کسی خاص زمانے کے لیے نہیں تھی، بلکہ دائمی اور ابد الآباد تک کے لیے تھی۔ آپ جس دین کے داعی تھے وہ دنیا اور آخرت دونوں میں فلاح کا ضامن تھا۔

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران : ۸۵)

اور جو کوئی تلاش کرے گا سوائے اسلام کے کوئی اور دین، تو ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا اس سے، اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

اس میں عبادت کے ساتھ سیاست اور درویشی کے ساتھ جہانبانی لازم وملزوم تھی۔

محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے جہاں معاشرت ومعیشت اور تہذیب وتمدن کے گیسو سنوارے وہاں اُمورِ سیاست وریاست کو بھی اپنے ناخنِ تدبیر وحکمت سے سلجھایا۔

مکہ سے ہجرت کے بعد سرورِ دو عالم ﷺ کی مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو بلاشبہ آپ کو اسلامی حکومت کے مؤسس اور سربراہِ مملکت کی بھی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اور یہ سربراہی بھی اس شان کی تھی کہ دنیا کے دوسرے بادشاہ تو لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتے تھے، لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کنبہ تھی اور اُس پر آپ ﷺ کا سحابِ لطف وکرم ہر گھڑی جھوم جھوم کر برستا رہتا تھا۔

((اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عَيَالِهِ.)) [1]

''اللہ کی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور اللہ کو مخلوق میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔''

آپ ﷺ کے نزدیک قوم کے سردار کی تعریف یہ تھی کہ وہ اُس کا خادم ہو۔

"سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ" [2]

---

[1] حلية الأولياء ٤/ ٢٣٧، مجمع الزوائد ٨/ ١٩١.

[2] شعب الإيمان للبيهقى ٦/ ٣٣٤، رقم: ٨٤٠٧.

اور مسلمان کی تعریف یہ تھی کہ اُس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ .)) ❶

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

اور وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ .)) ❷

''کوئی شخص اتنی دیر تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

یہ لوگوں سے آپ ﷺ کی بے پناہ محبت، خیر خواہی اور ہمدردی ہی تھی کہ وہ آپ کو اپنی جان اور اولاد سے بڑھ کر محبوب سمجھتے تھے۔ لوگوں کی آپ سے محبت اور عقیدت کی کیا کیفیت تھی، اس کی چند ایک جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

صحیح مسلم میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سر منڈاتے دیکھا۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اردگرد کھڑے تھے۔ کوئی بال مبارک گرتا تو وہ لپک کر اُس کو پکڑ لیتے اور اپنے پاس بطور تبرک محفوظ کر لیتے۔

صحیحین میں سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے وضو والا پانی لائے، وہاں موجود سب لوگ اُن کی طرف لپکے دوڑ پڑے اور اُس پانی سے جس کو جتنا بھی ملا اُس نے اپنے چہرے پر مل کیا اور جس کو نہ ملا اُس نے پانی والے ہاتھ کی نمی ہی پر اکتفا کیا۔

ان مثالوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا کسی شاہ یا شہنشاہ کہلانے والے کو ایسی شانِ محبوبیت حاصل ہوسکتی ہے؟ لیکن آپ ہمیشہ مقتدر اور محبوبِ خلائق سربراہِ مملکت ہونے کے

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، رقم: ١٠.

❷ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، رقم: ١٣.

باوجود خود کو شاہ یا شہنشاہ کہلوانا ہرگز گوارہ نہ فرماتے تھے۔

((أَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ . قَالَ سُفْيَانُ: يَقُوْلُ غَيْرُهُ تَفْسِيْرُهُ: شَاهَانْ شَاهْ .))❶

''اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغے کے ساتھ) میں اس کا نام ہوگا جو ''ملك الأملاك'' اپنا نام رکھے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ابوالزناد کے غیر نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے ''شاہان شاہ۔''

اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے تو مکہ میں بھی بن سکتے تھے، کیونکہ خود اہل مکہ نے آپ کو سیادت وحکمرانی کی پیش کش کی تھی، لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشکش محض اس لیے مسترد فرما دی کہ وہ لوگ اللہ کی بادشاہی قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ درحقیقت آپ کا مقصد ایک عرب مملکت کا قیام نہیں۔ بلکہ اس سے کہیں ارفع واعلیٰ تھا اور وہ یہ کہ اللہ کا دین سربلند کیا جائے۔

﴿وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾

(التوبة : ٤٠)

کیونکہ اسی میں بنی نوع انسان کی فلاح ونجات کا راز مضمر تھا۔ ''تمکن فی الأرض'' (حکومت) اور سیاسی غلبہ تو احکام الٰہی پر عمل کرنے کا قدرتی نتیجہ اور حاصل تھا جس کا قرآن حکیم میں مؤمنوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾

(النور : ٥٥)

آپ کے نزدیک حکومت اللہ کی طرف سے امانت کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کی بعثت

❶ صحيح بخاری، كتاب الأدب، رقم: ٦٢٠٦.

کا اصل مقصد دعوتِ دین، اصلاحِ خلق اور تزکیۂ نفوس تھا۔ اس کے علاوہ تمام فرائض محض ضمنی تھی گویا حکمران اور تدبیر سیاست آپ کے بے مثل فضائل وکمالات کا ایک ادنیٰ شعبہ تھا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس مملکت کی تاسیس وتشکیل فرمائی، محسنِ انسانیت نے جو نظامِ جہانبانی قائم فرمایا اُس کے نمایاں پہلو یہ تھے، اللہ کی حاکمیت، شوریٰ، عدل، بنیادی حقوقِ انسانی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، مساوات واُخوت، فوج اور عسکری مہمات، انتظامیہ، احتساب، اشاعتِ تعلیم، زراعت اور شجرکاری، کفالت عامہ، دفاع کی مشترکہ ذمے داری، دفاع کی سکیم میں سہولت کے پہلو کا لحاظ وغیرہ۔

آپ ﷺ کے عطا کردہ انسانی حقوق کا عظیم چارٹر انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اس طرح احاطہ کرتا ہے:

(۱)...... **انفرادی حقوق:** فرد معاشرے کی اکائی ہے۔ جب تک کسی بھی معاشرے میں فرد کی حیثیت کا تعین اور اس کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جائے گا اس معاشرے میں ''من حیث المجموع'' حقوق کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اسلام نے نہ صرف فرد کو باوقار مقام عطا کیا، بلکہ اسے وہ تمام حقوق بھی عطا کیے جو اس کے ارتقا وبہبود کے لیے ضروری ہیں۔

(۲)...... **سماجی حقوق:** اسلام نے مختلف افراد معاشرہ کے معاشرتی وسماجی حقوق و فرائض کی تعلیم دے کر وہ تمام مثبت بنیادیں فراہم کردی ہیں جو ایک متوازن، معتدل اور انسانی حقوق کا احترام کرنے والے معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہیں۔

(۳)...... **سیاسی حقوق:** ایک مثالی سیاسی نظام کا قیام سیاسی حقوق وفرائض کے واضح تعین کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کے جملہ شہریوں کے حقوق کا واضح تعین فرمایا اور اس کی عملی توضیح وتشریح ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست قائم کرکے فرمادی۔

(۴)...... **اقتصادی حقوق:** رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ اقتصادی اور معاشی

حقوق معاشرے میں مساویانہ معاشی نظام کے قیام کی ضمانت عطا کرتے ہیں۔ ان حقوق کی بنیاد قرآن کا دیا ہوا وہ انقلابی معاشی نقطہ نظر ہے جو اسلام کی معاشی تعلیمات کو دنیا کے تمام دیگر معاشی نظاموں سے منفرد کرتا ہے۔

اسلام نے انسانی حقوق کی عطائیگی میں ہر طرح کے جنسی، نسلی اور طبقاتی امتیازات کی نفی کی ہے۔ قرآن حکیم نے بنی نوع انسان کے مابین مساوات کی اصولی بنیاد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِ وَ الْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًاo﴾

(النساء : ۱)

”اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اور اُن سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (دنیا میں) پھیلا دیا، اور اُس اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور قطع رحم سے بچو، بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔“

جس طرح اللہ کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے، اسی طرح رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا بھی واجب ہے، اور جو شخص رشتہ میں جتنا قریب ہوگا، اتنا ہی اس کے حق کی اہمیت بڑھتی جائے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی اہمیت بتانے کے لیے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد بغیر کسی تاخیر کے والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًاo﴾ (الاسراء : ۲۳)

''لوگو! تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاO﴾ (النساء : ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر، اور غلاموں، اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

اور ہر اس سبب کی بھی نفی کر دی جو کسی طور پر بھی انسانی مساوات کی پامالی کا باعث بن سکتی تھی، بلکہ وجہ شرف وفضیلت تقویٰ کو قرار دیا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌO﴾ (الحجرات : ١٣)

''اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمھیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹ دیا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

اسلام نے انسانی مساوات کے حق کے احترام ونفاذ پر اس قدر زور دیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی کو اسی نکاح کی منظوری میں قدرے تامل ہوا جس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب : ٣٦)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

کہ ذاتی پسند اور ناپسند پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو ترجیح دی جائے۔ اس طرح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نسلی اور خاندانی فخر کے باوجود اس حکم کے سامنے سر جھکانا پڑا اور یوں تعلیمات نبوی سے نسلی امتیاز کے بت کو توڑ کر انسانی مساوات کا بہترین عملی نمونہ سماج کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

اسلام نے انسانی حقوق کے باب میں ہر طرح کے امتیازات کی نفی کرتے ہوئے صرف دنیاوی معاملات میں ہی مساوات کے اصول پر مبنی حقوق عطا نہیں کیے، بلکہ نیک اعمال کی بجا آوری پر آخرت کا اجر وثواب بھی اسی اصول کے تحت قرار دیا ہے۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ (آل عمران : ١٩٥)

'پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ میں تم میں سے کسی کا نیک عمل

ضائع نہیں کرتا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، تم سب آپس میں برابر ہو۔''

''ترمذی، حاکم اور سعید بن منصور نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا نام نہیں لیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ (آل عمران : ١٩٥) ''کہ مرد ہو یا عورت میں کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''[1]

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ اسلام نے حقوق کی عطائیگی، احترام اور نفاذ کو ہر طرح کے جنسی، نسلی، طبقاتی امتیاز سے بالاتر قرار دیا، اور ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ'' کے آفاقی ضابطے کے تحت احترام آدمیت کو ہی اوّلین بنیاد بنایا ہے جس کی مثال بھی دوسری تہذیب یا قوم کے ہاں نہیں مل سکتی۔

دور حاضر میں مغربی علمبرداروں کی جدوجہد اور تحریک کا آغاز جو ان کی اپنی زبانی، اپنی تاریخ کی روشنی میں میگنا کارٹا کے منشور (مجریہ ۱۵ جون ۱۲۱۵ء) سے ہوا ہے۔ مغربی دنیا کی اسی تحریک کا نکتۂ اختتام اور منتہائے ارتقا اقوام متحدہ کے منشور انسانی حقوق (مجریہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء) کو قرار دیا جاتا ہے، جب رسول اللہ ﷺ کا دستور ان سے کئی صدیاں پہلے ۱۰ھ کو نافذ العمل ہوا تھا، اس لحاظ سے اس دستور کو تاریخ عالم کے انسانی حقوق کے منشوروں پر تاریخی اوّلیت و تقدّم اور ابدی فوقیت کا حامل قرار دینا بالکل بجا ہے۔

آج اسلام، اسلامی دنیا اور رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات کو انسانی حقوق، امن و امان اور مساوات کے حوالہ سے ''ہدف تنقید'' بنانے والے درحقیقت تاریخی صداقت اور ناقابل تردید ابدی حقیقت کو جھٹلا کر انسانیت کے خلاف اپنے سیاہ کارناموں اور تاریخ

[1] تیسیر الرحمن، ۱/ ۲۳۲.

مظالم کے سفاکانہ جرائم سے توجہ ہٹا کر اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ''خطبہ حجتہ الوداع'' کی صورت میں امن عالم کا دستور اُس تاریخی دور میں عطا فرمایا جب عہد حاضر کی ترقی یافتہ اقوام تہذیب وتمدن سے بہت دور تھیں۔ جس میں مغربی دنیا انسانی حقوق کے نام بلکہ انسانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھیں بلکہ انسانیت اور انسانیت نوازی سے حد درجہ دور تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تاریک دور میں انسان کو انسانیت نوازی کا عملی درس دیا، انہیں حقوق وفرائض سے آگاہ کیا، امن وامان کے منشورِ اعظم ''خطبہ حجتہ الوداع'' کو نافذ العمل بنا کر دستورِ حیات کا لازمی عنصر اور جزو لاینفک بنا دیا۔ رمانیہ کا مشہور غیر مسلم ادیب وسیرت نگار گونسٹن ویڑریل جارج ''خطبہ حجتہ الوداع'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''جب ہم یہ خطبہ پڑھتے ہیں تو باوجود یکہ ہم یورپی ہیں اور پیغمبر امن (ﷺ) کی آواز ہم نے نہیں سنی، اور نہ ہم اس مقام پر اس مجمع میں موجود تھے پھر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسلام میں اس خطبہ کا بہت اثر رہا ہے اور آج بھی ہے۔'' [1]

خطبہ حجتہ الوداع میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانیت کی عظمت، احترام اور حقوق پر مبنی ابدی تعلیمات اور اصول عطا کیے مگر سیرت نبوی میں حقوق انسانی سے متعلق یہ واحد دستاویز نہیں۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی انسانیت نوازی اور تکریم انسانیت کی تعلیمات سے عبارت ہے۔ تاہم آپ کی حیات مبارکہ میں انسانی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ ''فتح مکہ'' اور ''خطبہ حجتہ الوداع'' کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

عصر حاضر میں ضرورت تھی کہ رسول مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام حقوق وفرائض کو موضوع تحریر بنایا جائے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں توفیق بخشی تو ہم نے حقوق اللہ اور

---

[1] محمد رسول اللہ ﷺ، از گونسٹن ویڑریل جارج، ص: ۴۲۴۔

حقوق العباد کے عظیم موضوع پر قلم اٹھایا، اور اس موضوع کے متعلق صحیح اور مستند مواد جمع کر دیا ہے۔ کتاب کو ترتیب دینے میں ہمارے ساتھ تعاون کرنے والے احباب، جناب راشد امین صاحب اور حافظ محمد الیاس دانش ہیں، پروف ریڈنگ کا کام جناب پروفیسر عدیل الرحمٰن حفظہ اللہ نے سرانجام دیا، اللہ تعالیٰ ان بھائیوں کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے، شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے کتاب پر مقدمہ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو دوچند کر دیا۔ جزاهم الله في الدنيا والآخرة.

جناب محمد شاہد انصاری حفظہ اللہ کے لیے اللہ رب العزت آسانیاں فرمائے جن کا تعاون دامے درمے، سخنے قدمے ہے، اور ابو مومن منصور صاحب کی زندگی میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے جنہوں نے ادارہ ''انصار السنہ پبلی کیشنز'' کی تالیف کردہ کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے اور بھائی محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ بھی دعاؤں کے مستحق ہیں جو مارکیٹنگ کا کام بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔''

وصلى الله تعالى على خيره خلقه محمد وآله وصحبه وسلم.

وکتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

۱۴۔۷۔۲۰۰۸م



باب نمبر:۱

اللہ تعالیٰ کے حقوق

اسلام میں لفظ ''حق'' کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے کلام اور ضوابطِ حیات سمیت افراد کی ایک دوسرے پر عائد ذمہ داریوں پر ہوتا ہے جو حق کی ضرورت واہمیت اور ایک مسلمان کی بہارِ زندگی میں اس کے احترام وتکریم کی ناگزریت کا آئینہ دار ہے۔ علاوہ ازیں ادا کرنے والے کی نسبت انہیں فرائض اور جس سے متعلق وہ ادا کیے جائیں، اس کی نسبت انہیں حقوق کہا جاتا ہے۔ انہی حقوق وفرائض کو ''حقوق اللہ اور حقوق العباد'' بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ! وَهَلْ تَدْرِي حَقَّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟" فَقُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: "فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُو بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.)) [1]

''نبی ﷺ جس گدھے پر سوار تھے، میں اُس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، اس گدھے کا نام ''عفیر'' تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، رقم: ٢٨٥٦.

نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اللہ اسے عذاب نہ دے۔''

ذیل کی سطور میں ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو رقم کئے دیتے ہیں:

پہلا حق: اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے ساتھ بات کرنا:

اللہ رب العالمین نے اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(الاعراف: ۳۳)

''آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ، جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جو تم نہیں جانتے (علم رکھتے)۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر افترا باندھنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام: ۲۱)

''اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے۔ ایسے بے انصاف فلاح نہیں پائیں گے۔''

دوسرا حق: صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا:

ہر انسان پر لازمی فریضہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، سوائے اس کے اور

کسی بھی ذات کو اپنا معبود نہ ٹھہرائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذاريات: ٥٦)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''

سیّدنا نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت بھی اللہ کی عبادت کرنا ہی تھی۔ چنانچہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلَىٰ قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (الاعراف: ٥٩)

''ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو حکم دے رہے ہیں کہ لوگوں کو بتلاؤ کہ میری ہر قسم کی عبادات صرف اللہ کے لیے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (الانعام: ١٦٢، ١٦٣)

''آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں''

حدیث قدسی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ)) [1]

''اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہوجا، میں تیرا سینہ تونگری سے بھر دوں گا اور تیری حاجتیں پوری کردوں گا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو (تلاشِ رزق کی) مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری حاجت مندی کا راستہ بند نہیں کروں گا۔''

تیسرا حق: صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا:

انسان کو ظاہری اور باطنی ہر دو اعتبار سے صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو سب سے بلند و بالا اور قوی ترین ذات ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صرف مؤمنوں، کافروں اور مشرکوں سے نہیں، بلکہ ساری کائنات کے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا:

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳ ﴾ (لقمان : ۳۳)

''لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا، یاد رکھو! اللہ کا وعدہ سچا ہے دیکھو تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔''

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲٤٦٦، سنن ابن ماجه، رقم: ٤١٠٧، سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم: ۱۳۵۹.

اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والوں کا انعام یوں بیان فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ﴿٤١﴾﴾ (النازعات: ٤٠، ٤١)

''ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾﴾ (التوبة: ١٣)

''تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے، جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں اور خود ہی اول بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو، اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایماندار ہو۔''

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ اس اعلان برأت کے بعد نا معلوم انہیں کیسے تلخ حالات سے دو چار ہونا پڑے گا اور ان کے یہ اندیشے بے جا بھی نہ تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے انہیں دو باتوں کی تلقین فرمائی ایک یہ کہ جہاد کے لیے پوری طرح مستعد رہیں، دوسرے لوگوں سے ڈرنے کے بجائے صرف اللہ سے ڈریں اور اسی پر بھروسہ کریں۔'' (تیسر القرآن: ۲/۱۸۹)

چوتھا حق: صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا:

خوشی ہو یا غمی، پریشانی ہو یا کوئی الجھن، ہر حال میں مدد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے

طلب کرنی چاہیے، یہی ایک سچے مؤمن ومسلمان کی علامت ہے۔سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ))[1]

”تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تیری نگہبانی کرے گا تو اللہ کی طرف دھیان رکھ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾ (۱۱۶)

(التوبه: ١١٦)

”بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی مددگار ہے۔“

ایک دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴾ (۱۱) (الرعد: ١١)

”اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی

[1] سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة ، رقم:٢٥١٦ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

نگہبانی کرتے ہیں، کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سزا دینے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور اس کے علاوہ کوئی بھی ان کا کارساز نہیں''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ ﴾ (البقرہ: ۱۰۷)

''کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں''

پانچواں حق: حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنا:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارنے کی وجہ اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمائی:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۱۰۷ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۰۸ ﴾

(یونس: ۱۰۶،۱۰۸)

''اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اور کوئی اس کو دور کرنے

والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے۔ اس لیے جو شخص راہِ راست پر آ جائے سو وہ اپنے واسطے راہِ راست پر آئے گا اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا اسی پر پڑے گا اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا''

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو لوگ اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں ان کی محتاجی اور بے بسی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶﴾ (الرعد: ١٦)

''آپ پوچھیے کہ آسمان اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے، کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہہ دیجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟ یا کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہو گئی ہو، کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔''

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ﴾

(سبا : ۲۲)

''اے میرے نبی، آپ مشرکوں سے کہیے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہوانہیں پکارو تو سہی، وہ تو آسمان وزمین میں ایک ذرہ کے برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں، اور نہ ان دونوں کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے، اور نہ ان لوگوں میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنے کی سزا قرآن میں یوں بیان کی گئی ہے۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ﴾

(المومن : ٦٠)

''اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے کہ تم سب مجھے پکاروں میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ کبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے، وہ عنقریب ذلت ورسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ ﴾ (فاطر : ١٣)

''وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اس نے کام میں لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعادِ معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا، اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔''

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((يَا عِبَادِي ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ ، وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ ، كَانُوا عَلَى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ ، مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا ، يَاعِبَادِي ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ ، وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ ، كَانُوا عَلَى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا ، يَا عِبَادِي ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُونِي فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ)) [1]

اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور اسی طرح تمام انسان اور جن، اس ایک آدمی کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر تمام انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان اور فاجر ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر انسان اور جن سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة والادب، رقم: ٢٥٧٧ .

سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانے اور بادشاہی میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔''

چھٹا حق: نذر، نیاز اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا:

ہر طرح کی عبادت صرف خالق کائنات کے لیے ہے ان عبادات میں سے مالی عبادت نذر، نیاز اور منت وغیرہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے ورنہ جو چیز غیر کے نام پر دی جائے گی وہ حرام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ ﴾ (البقرہ: ۱۷۳)

''تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔ پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ امر پر مبنی ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

ساتواں حق: صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا:

نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کے متعلق بے مثال ارشاد، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرُزِقْتُمْ کَمَا تُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) [1]

''اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل اور اعتماد کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو وہ اس طرح روزی دے، جس طرح پرندوں کو دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مومنوں کو صرف اپنی ذات پر توکل اور بھروسہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ ﴾ (آل عمران: ١٦٠)

''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔''

آٹھواں حق: صرف ربِ کائنات کے لیے رضا اور خوشنودی:

ہر نیک کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرنا چاہیے، تاکہ نجات پانے کا مستحق

[1] سنن ترمذی، ابواب الزهد، رقم: ٢٣٤٤، سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، رقم: ٤١٦٤، سلسلة الصحيحة رقم: ٣٠١.

ہوا جاسکے، چنانچہ جو لوگ نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸﴾

(الروم: ۳۸)

''پس قرابت دار، مسکین اور مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہوں۔ ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

شیخ عبدالرحمٰن السعدی رقمطراز ہیں: ''اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ ان کاموں میں بھلائی ہے، کیونکہ ان کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے، مگر جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔ فرمایا ﴿وَاُولٰٓئِكَ﴾ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ اعمال بجالاتے ہیں ﴿هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''وہی فلاح پانے والے ہیں'' جو اللہ تعالیٰ کے ثواب سے فیض یاب اور اس کے عذاب سے نجات یافتہ ہیں۔''

[تفسیر السعدی ۳/۱۲۰۶]

نواں حق: اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا:

اللہ تعالیٰ ایسی ذات ہے کہ جس سے امیدیں وابستہ رکھنا چاہئیں ورنہ اللہ رب العالمین اپنے سے ناامید ہونے والے ناراض ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷﴾

(المدثر: ۶،۷)

''اور احسان کر کے زیادتی کی خواہش نہ کرو اور اپنے رب کی راہ میں صبر کرو۔''

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآىِٕهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (العنکبوت : ۲۳)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کو بھلاتے ہیں، وہی لوگ میری رحمت سے ناامید ہوگئے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اس لیے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف اہل ایمان کے لیے خاص ہوگی۔ جیسے یہاں بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ آخرت اور معاد (دوبارہ جی اٹھنے) کے ہی منکر ہوں گے وہ میری رحمت سے ناامید ہوں گے، ان کے حصے میں رحمت الٰہی نہیں آئے گی۔ سورۂ اعراف میں اس کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف ۱۵۶)

''میں یہ رحمت (آخرت میں) ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو متقی، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہوں گے۔'' [تفسیر احسن البیان]

دسواں حق: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

سب سے بڑھ کر محبت اللہ رب العالمین کے علاوہ کسی اور سے کرنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہے۔ سچی محبت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے، نہ کہ اس کے سوا کسی اور کے لیے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ (البقرة: ١٦٥)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود، اپنی قدرتِ مطلقہ، اپنی توحید اور اپنی رحمت کی نشانیاں اس لیے بیان کردی ہیں، تاکہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور صرف اس سے محبت کریں، اس کی عبادت اور اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک نہ بنائیں۔'' [تیسیر الرحمٰن:۱/۹۰]

گیارھواں حق: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا:

حیا اور شرم ایمان کے جز ہیں، لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے حیا کرنا چاہیے، کیونکہ آدمی ہر وقت اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ (النساء: ١٠٨)

''وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور ان کے تمام اعمال کو وہ اللہ گھیرے ہوئے تھے۔''

بارہواں حق: اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا:

اللہ کی یاد اور ذکر دلوں کا سکون ہے اور یہ عقلمند لوگوں کی نشانی ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱)

’’آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے اور جانے میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔‘‘

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو اطمینان قلب کا علاج بتلایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ ﴾ (الرعد: ۲۸)

’’جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔‘‘

تیرہواں حق: اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے والدین کی بڑی شان بیان کی اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری پر بڑا

زور دیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر والدین کی اطاعت سے بھی روک دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٨﴾ (العنکبوت: ۸)

''ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ اسے شریک کرو جس کا تمہیں علم نہیں تو ان دونوں کا کہنا نہ مانو، تم سب کا لوٹنا میری طرف ہی ہے۔ پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اطاعت میں ہر چیز سے بالا تر ہے، اس سے بڑھ کر کوئی فرمانبرداری کے لائق نہیں۔

چودھواں حق: طاغوت کی اطاعت سے بچنا:

جو چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت سے روکے وہ طاغوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کی ذمہ داری لگائی کہ امتیوں کو طاغوت سے بچنے کا حکم دیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝٣٦﴾ (النحل: ۳۶)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس ان میں سے بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھو

کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ ۔‘‘

پندرہواں حق: شیطان کی عبادت نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کی بات، عبادت اور اطاعت کو چھوڑ کر برائی، بے حیائی اور فحاشی کا ارتکاب کر کے شیطان کی عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو منع فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ (یٰس : ٦٠)

’’اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے قول وقرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔‘‘

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقابلے میں اپنی من مانی کو ’’الٰہ‘‘ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ ﴾ (الفرقان : ٤٣)

’’کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔‘‘

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی بات ماننے کو شرک قرار دیا ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام : ١٢١)

’’اور ایسے جانوروں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ یقیناً فسق ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔‘‘

سولھواں حق: نماز کی پابندی کرنا:

کلمہ توحید کا اقرار کر لینے کے بعد سب سے پہلی چیز جو مسلمان پر لازم ہے، وہ نماز ہے اس کی پابندی کرنے سے قرآن مجید بار بار نماز پر زور دیتا ہے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٢﴾﴾

(الانعام: ۷۲)

''اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔''

نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿٤٦﴾﴾

(البقرۃ: ۴۳ تا ۴۶)

''اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، کیا تم لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو، کیا تم ہوش نہیں کرتے، اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

نماز کی طرف چل کر جانا بڑی فضیلت والی چیز ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ، صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)) ❶

''آدمی کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں ان میں سے ہر ایک پر صدقہ واجب ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا یہ بھی صدقہ ہے، اور آدمی کو سواری پر سوار ہونے میں یا اس کا سامان لدوانے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے، اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور نماز کے لیے جو قدم اٹھایا جاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا دور کرنا بھی صدقہ ہے۔''

اسی طرح سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب دوست نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی کہ

((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) ❷

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، رقم: ۲۸۹۱، صحیح مسلم، کتاب الزكاة، رقم: ۲۳۳۵.

❷ سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، رقم: ٤٠٣٤، شیخ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ ارواء الغليل، رقم: ۲۰۸٦.

جس نے قصداً (جان بوجھ کر) نماز کو چھوڑ دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اٹھ گیا، اور شراب بھی نہ پینا، کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''

ایک جگہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [1]

''بندے اور کفر میں فرق کرنے والی چیز صرف نماز کا چھوڑنا ہے۔''

مذکورہ تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فریضہ نماز کی ادائیگی کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

سترہواں حق: زکوٰۃ ادا کرنا:

زکوٰۃ سے مال اور دل دولت کے لالچ سے پاک ہوتا ہے اور یہ مالداروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۰۳﴾

(التوبہ: ۱۰۳)

''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجبِ اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔''

جس کے پاس اتنا مال ہو جو نصابِ زکوٰۃ تک پہنچ جائے اور وہ شخص پھر بھی اس مال میں سے زکوٰۃ نہ نکالے تو قیامت کے دن اس کے انجام کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، رقم: ٤٦٧٨، سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات، رقم: ١٠٧٨، سنن ترمذی، ابواب الایمان، رقم: ٢٦٢٠، سنن دارمی، کتاب الصلاة، باب فی تارك الصلاة رقم: ١٢١٣، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔الروض، رقم ٢٢٤، ٢٢٥، التعليق الرغيب: ١/ ١٩٤.

فرمایا کہ:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا ، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ ، فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ .)) ❶

"جس کے پاس سونا اور چاندی ہو، اور وہ اس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، اور دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کر کے، پھر اس کے دونوں پہلوؤں، پیٹھ اور پیشانی کو داغا جائے گا اور جب یہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر ان کو گرم کر کے ان سے اس کو داغا جائے گا۔"

دوسری جگہ نبی کریم ﷺ سے زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام یوں مروی ہے:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ)) ❷

"جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایک بہت ہی زہریلے اور گنجے سانپ کی شکل میں ڈھال دیا جائے گا، اور اسے اس کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔"

ان وعیدوں سے تمام بنی آدم کو نصیحت لینی چاہیے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: ۹۸۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: ۲۲۹۰.

اٹھارہواں حق: رمضان کے روزے رکھنا:

رمضان المبارک کے روزے اللہ رب العزت نے جس طرح پہلے لوگوں پر فرض کیے تھے، اہل ایمان پر بھی اسی طرح فرض کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾﴾ (البقرة: ١٨٣)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

روزے دار کی شان میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ)) [1]

''آدمی کے سب اعمال اس کے لیے ہیں لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔''

نبی کریم ﷺ نے روزہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ)) [2]

''روزہ تمہیں اللہ کے عذاب سے اس طرح بچاتا ہے، جس طرح ڈھال تمہیں لڑائی سے بچاتی ہے۔''

انیسواں حق: بیت اللہ کا حج کرنا:

اللہ رب العزت نے ہر صاحبِ حیثیت پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ

[1] صحيح بخاری، کتاب الصوم، رقم: ١٩٠٤.

[2] مسند احمد ٤ / ٢١٧، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

(آل عمران : ۹۷)

''جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آ جائے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا والوں سے بے پرواہ ہے۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حج کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؔ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۝﴾ (البقرہ: ۱۹۷)

''حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج مقرر کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے، اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو سب سے بہتر توشہ اللہ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔''

نبی کریم ﷺ نے حج کا اجر وثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ ، وَلَمْ يَفْسُقْ ، رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) [1]

''جس شخص نے خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کیا اور ان دنوں میں نہ تو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۲۱.

اس نے کوئی فحش بات کی، اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

بیسواں حق: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا:

یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے، پھر بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ (النساء: ١٤)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے، اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے''

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا سے بچنے کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز بھی فدیۃً دے دیں تو قبول نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴾ (الرعد: ١٨)

''جن لوگوں نے اپنے رب کی بات مانی ان کے لیے اچھا بدلہ (جنت) ہے، اور جنھوں نے اس کی بات نہیں مانی، اگر ان کے پاس زمین کی ساری چیزیں ہوں اور ان کے برابر اور بھی ہوں تو وہ اپنی نجات کے لیے انہیں بطورِ فدیہ پیش کر دیں، ان کا بہت ہی بُرا حساب ہوگا، اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، اور وہ بد

ترین مقام ہوگا۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾ (الانعام: ٤٩)

''اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں ان کو عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ فسق کا ارتکاب کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو جھٹلانے والوں کی مثال گدھوں جیسی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

(الجمعة: ٥)

''ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا، پھر انہوں نے اسے نہیں اٹھایا، گدھے کی مثال کی سی ہے جو کئی کتابوں کا بوجھ لادے ہو۔ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اکیسواں حق: شرک سے بچنا:

اللہ رب العزت کی تعلیمات کے مقابلے میں شیاطین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا شرک ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ فسق ہے، اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال کریں گے اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

شیاطین کے علاوہ اگر کوئی کسی عالم اور اپنے پیر کی بات کو اللہ کی بات کے مقابلے میں مانتا اور اسے بخوشی تسلیم کرتا ہے تو گویا وہ ان علما کو اللہ کے علاوہ رب سمجھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی یوں مذمت فرمائی ہے۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾﴾

(التوبہ: ۳۱)

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ان کے شرک مقرر کرنے سے وہ پاک ہے۔''

ایک جگہ اللہ جل جلالہ نے ایک انتہائی اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے، وہ یہ کہ اگر کوئی کلمہ پڑھ کر پھر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو وہ کلمہ گو ہونے کے باوجود مشرک ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾﴾

(یوسف: ۱۰۶)

''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے شرک اور مشرک پر حکم لگاتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ ﴾

(النساء: ۱۱٦)

''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ جس کے چاہے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ایک جگہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ ﴾ (المائدہ: ۷۲)

''بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح (علیہ السلام) نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

ایک جگہ اللہ رب العزت نے شرک کی مذمت کرتے ہوئے اٹھارہ پیغمبروں کا تذکرہ کر کے فرمایا:

﴿ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ (الانعام: ۸۸)

''یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے، اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

بلکہ اللہ رب العالمین نے ایک جگہ اپنے آخری پیغمبر، سید الاولین والآخرین، امام کائنات محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾﴾

(الزمر : ٦٥)

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ، أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ)) [1]

''قیامت کے روز جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب والے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہو جائیں تو کیا ان سب کے بدلے میں اس سے نجات حاصل کرنا پسند کرے گا؟ وہ کہے گا: ہاں، پسند کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی کم چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، مگر تو نے انکار کیا

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ٣٣٣٤.

اور شرک ہی کیا۔''

سیدنا ابودرداؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا)) ❶

''اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر گناہ کو بخش دے مگر اس شخص کا گناہ نہیں بخشا جائے گا جو شرک کی حالت میں مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے۔''

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو، اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بشارت دی:

((اَتَانِي جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِي اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❷

''میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے یہ بشارت دی کہ میری امت میں سے جو کوئی ایسا شخص مرجائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اللہ رب العزت کا حق ہے، ایک دفعہ رسول ہاشمی ﷺ نے سیدنا معاذؓ سے پوچھا:

((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، رقم: ٤٢٧٠ ، سلسلة الصحيحة: رقم: ٥١١ .

❷ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم:٧٤٨٧ ، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم:٢٧٢ .

❸ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، رقم:٢٨٥٦ .

''معاذ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے، اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اسے عذاب نہ دے۔''

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْاَوْثَانَ)) [1]

''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ میری امت کے قبائل بتوں کی عبادت کرنے لگیں۔''

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کی امت میں سے آج کتنے ہی ایسے لوگ ہیں، جو بت پرستی کے شرک میں مبتلا ہیں۔

اوّلاً:...... قبر کی عبادت کرنا دراصل بت پرستی ہی کی قسم ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا ، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ)) [2]

''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا (کہ اس کی عبادت کی جائے) اللہ تعالیٰ کی لعنت برسے ایسی قوم پر، جنھوں نے اپنے انبیا (علیہم السلام) کی قبروں پر

---

[1] مسند احمد ٥/ ٢٧٨، ٢٨٤، سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، رقم: ٤٢٥٢، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مسند احمد ٢/ ٢٤٦، مصنف عبد الرزاق ٨/ ٤٦٤، مسند حمیدی رقم: ١٠٢٥، شیخ شعیب ارناؤط نے کہا کہ اس کی سند ''قوی'' ہے۔

مساجد تعمیر کیں۔‘‘

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

((وَالَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ قُبُوْرَ الْاَنْبِيَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ ، وَيَحُجُّوْنَ اِلَيْهِمْ لِيَدْعُوْهُمْ ، وَلِيَسْأَلُوْهُمْ ، أَوْ لِيَعْبُدُوْهُمْ ، وَيَدْعُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هُمْ مُشْرِكُوْنَ)) ❶

’’جو لوگ انبیا علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبور کی زیارت کرنے آتے ہیں، اور انہیں پکارتے ہیں، اور ان سے سوال کرنے کی غرض سے آتے ہیں یا اس لیے آتے ہیں کہ ان کی عبادت کریں، اور انہیں اللہ کے علاوہ پکاریں تو ایسے لوگ مشرک ہیں۔‘‘

ایک مقام پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

((وَالدُّعَاءُ مِنْ جُمْلَةِ الْعِبَادَاتِ ، فَمَنْ دَعَا الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنَ الْمَوْتٰى وَالْغَائِبِيْنَ ، وَاسْتَغَاثَ بِهِمْ مَعَ اَنَّ هٰذَا اَمْرٌ لَمْ يَأْمُرْ بِهِ اللّٰهُ وَلَا رَسُوْلُهٗ ، اَمْرَ اِيْجَابٍ وَلَا اسْتِحْبَابٍ كَانَ مُبْتَدِعًا فِي الدِّيْنِ ، مُشْرِكًا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، مُبْتَدِعَ بِدْعَةٍ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ)) ❷

’’دعا بھی عبادات میں سے ہے، جو شخص مردہ یا غائب مخلوقات کو پکارتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نہیں دیا اور نہ اس کے رسول نے امر وجوبی اور نہ استحبابی، ایسا شخص دین میں مبتدع (نئی چیز

---

❶ الرد علی الاخنائی: ۵۲.

❷ کتاب الوسیلة بحوالة توحید خالص ص: ۵۰۷، للشیخ ابی محمد بدیع الدین شاہ راشدی.

ایجاد کرنے والا)، رب العالمین کے ساتھ شرک کرنے والا ہے، اور ایسی بدعت کا مرتکب ہورہا ہے، جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔''

بائیسواں حق: کفر اختیار کرنے سے بچنا:

جس ذات نے پیدا کیا، ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا آخر اس اللہ کی بات کو جھٹلا دینا یا اس کا انکار کر دینا یہ کہاں کا انصاف ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَى بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٩١﴾ ﴾

(آل عمران: ۹۱)

''ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا فدیے میں دے تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے کفر کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ ﴾

(التوبہ: ۳۰)

''یہودی کہتے ہیں: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں: مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے اپنے منہ کی بات ہے (اور یہ کہہ کر) وہ اپنے سے پہلے کافروں کی بات نقل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو غارت کرے کہ کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔''

تئیسواں حق: اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا:

زندگی میں بہرحال انسان ہونے کے ناطے آدمی سے کئی غلطیاں سرزد اور کئی گناہوں کا ارتکاب ہونا بعید نہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرکے اس کے در پر آ جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَٱغْفِرْ لَنَآ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۞ ﴾ (التحریم: ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کو دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی (ﷺ) کو اور ایمانداروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے، اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمیں ضیا عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ''خالص توبہ'' کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''خالص توبہ یہ ہے کہ (۱) جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے، اسے ترک کر دے۔ (۲) اس پر اللہ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے۔ (۳) آئندہ اسے نہ کرنے کا عزم رکھے۔ (۴) اگر اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے، اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس سے معافی مانگے۔

محض زبان سے توبہ توبہ کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔'' (احسن البیان: ص:۱۳۲۰)

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۴ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۵ ﴾

(آل عمران: ١٣٤، ١٣٥)

''جو لوگ آسانی میں، سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی گناہوں کی بخشش بھی نہیں کر سکتا، اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

اللہ رب العزت نے ایک مقام پر ہر قسم کے گناہ چھوڑنے کا حکم کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝۱۲۰ ﴾ (الانعام: ١٢٠)

''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلا شبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔''

اللہ تعالیٰ جن اوقات میں توبہ قبول نہیں فرمایا، انہیں یوں بیان فرمایا:

﴿ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا

حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

(النساء: ۱۸)

''ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے، تو کہہ دے کہ اب میں نے توبہ کی، ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ﴾ (النجم: ۳۲)

''جو لوگ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، سوائے کچھ چھوٹے گناہوں کے، بے شک آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پلتے ہوئے بچے تھے۔ پس تم لوگ اپنی پاکی نہ بیان کرو، وہ اس شخص سے خوب واقف ہے جو اس سے ڈرتا ہے۔''



باب نمبر:۲

نبی کریم ﷺ کے حقوق

پہلا حق: رسول اللہ ﷺ پر ایمان

لفظ ایمان "آمَنَ يُؤْمِنُ ، اِيْمَانًا ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ" سے مصدر ہے، جس کا معنی اہل لغت کے ہاں بالاتفاق تصدیق کرنا ہے، جیسا کہ امام محمد بن احمد الہروی الزہری متوفی ۳۷۰ ہجری فرماتے ہیں۔

((وَاتَّفَقَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنَ اللُّغَوِيِّيْنَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْإِيْمَانَ مَعْنَاهُ التَّصْدِيْقُ)) [1]

"اہل لغت اوران کے علاوہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان کا معنی تصدیق ہے۔"

لیکن علمائے سلف کے ہاں اس کے معنی اکیلے تصدیق کے نہیں، بلکہ تصدیق کے ساتھ ساتھ زبان سے اقرار اور اس کے مطابق عمل بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المسول فی شاتم الرسول" ص: ۵۱۹، کتاب الایمان، ص: ۱٦۲، اورمجموع الفتاوی: ٦٤٢/٧ میں وضاحت سے لکھا ہے۔

اصطلاحی طور پر ایمان کی تعریف میں اَسلاف کے ہاں تین چیزیں شامل ہیں:

۱۔قول اللسان ۲۔اعتقاد بالجنان ۳۔عمل بالجوارح

اور ان تینوں چیزوں میں اطاعت وفرمانبرداری کرنے سے زیادتی اور معصیت و نافرمانی کرنے سے کمی اور نقص واقع ہوتا رہتا ہے۔

---

[1] تهذيب اللغة: ٥/ ٥١٣.

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تصدیق کی جائے، آپ ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری کی جائے اور آپ ﷺ جو شریعت لائے ہیں، اس کی اتباع کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام انسانوں اور جنوں کے لیے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا واجب قرار دیا ہے جن تک آپ ﷺ کا پیغام پہنچا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى رَسُولِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾ ﴾ (النساء: ١٣٦)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے، اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ، جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ایک جگہ اللہ اور رسول پر ایمان کے لیے ابھارتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَاَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ؕ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ ﴾

(الحدید: ٧، ٨)

''اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس

میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔ تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے، حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تو تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (التغابن: ۸)

''سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ ﴾ (الفتح: ۸،۹)

''یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی صبح وشام بیان کرو۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ۱۵۸)

"آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اس اللہ تعالیٰ پر اور اس کے نبی امی پر ایمان لاؤ جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو، تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔"

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا آپ کا بنیادی حق ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيُؤْمِنُوْا بِیْ)) [1]

"مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور مجھ پر ایمان لائیں۔"

دوسری جگہ رسول معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِی أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ، وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِی أُرْسِلْتُ بِهٖ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) [2]

"قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس زمانے یعنی میرے اور میرے بعد قیامت تک کا کوئی یہودی یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرا حال سنے، پھر اس پر ایمان نہ لائے جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں یعنی قرآن تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

مذکورہ احادیث اور اس طرح کی دیگر احادیث کا مقتضی یہ ہے کہ جیسے آپ ﷺ پر

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان، رقم: ۱۲۶.

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۸۶.

ایمان و یقین کرنا لازمی ہے، اسی طرح جو کچھ آپ ﷺ اللہ عزوجل کی طرف سے حلال و حرام کیا اور اوامر ونواہی لائے ہیں، ان پر بھی تسلیم ورضا کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔

ایمان لانے کا مطلب ومعنی یہ ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اس کا زبان سے اقرار اور دل سے گواہی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ ﴾ (المنافقون : ۱)

''تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپؐ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔''

منافقین جھوٹا اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ بات صرف ان کی زبان پر تھی دل اس یقین سے خالی تھے، لہٰذا ایمان کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ دل تصدیق کر رہا ہو، اور جن امور کی تصدیق دل سے مطلوب ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- آپ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے یعنی آپ ﷺ تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
- آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت خاتمۃ الرسالات ہے۔
- آپ ﷺ نے کما حقہ رسالت کا فریضہ سرانجام دیا اور امت کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، بلکہ امت کو واضح دین پر چھوڑا جس کی رات دن کی طرح روشن ہے۔
- آپ ﷺ کی نبوت ورسالت گذشتہ تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔
- آپ ﷺ معصوم عن الخطا ہیں، آپ ﷺ کا کوئی بھی لمحہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں

نہیں گزرا۔

- آپ ﷺ نے دین کے بارے میں جو تفاصیل پیش کی ہیں وہ بمصداق ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ بلاشک وشبہ صحیح اور صائب ہیں۔

نواقض ایمان بالرسول

(رسول ﷺ پر ایمان کو توڑنے والی چیزیں)

اور پھر ایمان بالرسول کے تحت ان تمام افعال و اعمال سے بچنا ضروری ہے جو آپ ﷺ پر ایمان کی نفی کریں، ہم ان افعال و اعمال کو ''نواقض ایمان بالرسول'' کا نام دے سکتے ہیں، یہ دو قسم پر ہیں۔

(۱) آپ ﷺ کی شخصیت میں طعن کرنا۔

(۲) آپ ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا۔

آپ ﷺ کی شخصیت میں طعن:

جو آدمی ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں کسی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے یا آپ ﷺ کی عفت و پاکدامنی اور عقل و دانش پر حرف گیری کا ارتکاب کرتا ہے، یا آپ ﷺ کو گالی دینے جیسے برے فعل میں ملوث ہوتا ہے یا آپ کے نسب و حسب اور دین میں کوئی عیب نکالتا ہے، یا آپ ﷺ سے بغض وعناد رکھتے ہوئے کارٹون کی شکل میں آپ ﷺ کی خاکہ کشی کرتا ہے تو اس کا دل ایمان بالرسول سے خالی ہوجاتا ہے۔

یادرہے کہ کوئی آدمی چاہے یہ کام ہنسی مذاق میں کرے یا قصد وارادہ سے! ایسا کرنے والا بالاتفاق کافر ہوجاتا ہے حالانکہ رسول ﷺ کی تعظیم کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ ﴾ (التوبہ: ٦٥،٦٦)

''اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے کہہ دیجیے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں۔تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کردیں اور ایک جماعت کو ہم سزا دیں کیونکہ وہ جرم کرنے والے ہیں۔''

ان آیات کے شان نزول میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

((وَقَدْ رُوِىَ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ وَّزَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ وَقَتَادَةُ دَخَلَ حَدِيْثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ اَنَّهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ قُرَّائِنَا هٰؤُلَاءِ اَرْغَبَ بُطُوْنًا، وَلَا اَكْذَبَ اَلْسُنًا، وَلَا اَجْبَنَ عِنْدَ اللِّقَاءِ يَعْنِي رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابَهُ الْقُرَّاءَ فَقَالَ لَهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ مُنَافِقٌ لَأُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ عَوْفٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ فَوَجَدَ الْقُرْآنَ قَدْ سَبَقَهُ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِ ارْتَحَلَ وَرَكِبَ نَاقَتَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا كُنَّا نَلْعَبُ وَنَتَحَدَّثُ حَدِيْثَ الرَّكْبِ نَقْطَعُ بِهِ عَنَّا الطَّرِيْقَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَاَنِّي اُنْظُرُ اِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِحَقَبِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ الْحِجَارَةَ لَتَنْكُبُ

رِجْلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ فَيَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ)) مَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ وَلَا يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ)) [1]

''بہت سے اہل علم سے مروی ہے جن میں ابن عمر رضی اللہ عنہ، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور قتادہ رحمہ اللہ ہیں (ان کے الفاظ ملتے جلتے ہیں) منافقوں میں سے ایک آدمی نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر کہا: میں نے ان قاریوں سے بڑھ کر کھانے کی طرف رغبت کرنے والا دیکھا اور نہ ان سے زیادہ جھوٹی زبانوں والا اور ملاقات کے وقت ان سے زیادہ بخیل یعنی رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور آپ کے قرا صحابہ جیسا، تو عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے بلکہ تو منافق ہے میں ضرور اس کی خبر نبی ﷺ کو دوں گا۔ سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس خبر دینے گئے، لیکن قرآن مجید ان کے جانے سے پہلے ہی نازل ہو چکا تھا، پس وہ آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور وہ اونٹنی پر سوار تھا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تو سفر طے کرنے کے لیے کھیل رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ پس سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوئے تھا اور پتھروں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم تو صرف ہنسی مذاق کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے تھے، نہ آپ اس کی طرف دیکھتے اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی بات کہتے تھے۔''

ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام میں سے اہل علم کے متعلق نازیبا الفاظ

[1] تفسیر ابن کثیر ۲، ۳٦۷.

کہے۔ اگرچہ اسی طرح سے یہ وضاحت بھی کرتے رہے کہ ہم تو صرف وقت گزاری کے لیے باتیں کررہے تھےلیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو﴿قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ جیسے سخت الفاظ سے خطاب کیا۔

﴿وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾﴾ (التوبه: ٦١)

''اوران (منافقین) میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''وہ کانوں کا کچا ہے'' آپ کہیے یہ کانوں کا کچا ہونا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ اللہ پر اور مؤمنوں کی بات پر یقین رکھتا ہے، اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں، ان کے لیے رحمت ہے اور جو اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا، دراصل رسول کی اطاعت نہ کرنا، آپ ﷺ کی شریعت کا مذاق اور اس میں نقص پیدا کرنا اور اس کی حیثیت کم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

آپ ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا:

اسی طرح جو لوگ رسول اللہ کی شریعت اقدسہ پر طعن کرتے ہیں، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ نَزَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ)) [1]

''جس نے اپنا ہاتھ اللہ کی اطاعت سے کھینچا (اطاعت نہ کی)، پس اس کے لیے قیامت کے دن کامیابی کی کوئی دلیل نہیں ہوگی۔''

اس کی وضاحت قرآن کے الفاظ میں یوں ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ٤٧٩٣ .

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ ﴾ (النساء: ٨٠)

''(اس) رسول کی جو اطاعت کرے گا تحقیق اس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

دوسرا حق: اطاعت رسول ﷺ

آپ ﷺ کی اطاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کس قدر عظیم ہے، اور اہل ایمان کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کہ

((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ تَدْخُلُنَّ الْجَنَّةَ کُلُّکُمْ إِلَّا مَنْ أَبٰی وَشَرَدَ عَلَی اللّٰهِ کَشِرَادِ الْبَعِیْرِ ، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ أَبٰی اَنْ یَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِی دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ أَبٰی)) [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ ضرور بہ ضرور تم جنت میں داخل ہو گے، مگر جس نے جانے سے انکار کر دیا اور اللہ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا جیسے اونٹ بدک کر نکل جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔''

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا یہ آپ کا حق ہے، اور اس حق کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے جو خود نبی محترم ﷺ نے بیان فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا مَثَلِی وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِی اللّٰهُ بِهِ کَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰی قَوْمًا ، فَقَالَ:

[1] صحيح ابن حبان ١/ ١٥٣ ، مستدرك حاكم ٤/ ٢٤٧ ، مجمع الزوائد ١/ ٤٧ .

يَا قَوْمِ! إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ ، فَالنَّجَاءَ ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ ، فَأَدْلَجُوا ، فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ ، فَنَجَوْا ، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ ، فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ)) [1]

''میری اور جس دعوت کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص کے جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلم کھلا تم کو ڈرانے والا ہوں، پس بچاؤ کی صورت کرو، تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے، اور وہ نجات پا گئے، لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ پر ہی موجود رہے۔ پھر صبح سویرے ہی دشمن کے لشکر نے انہیں آ لیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا، تو یہ مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں، اور جو دعوت میں لاتا ہوں اس کی پیروی کریں اور (دوسری) اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کریں اور جو حق میں لے آیا ہوں اسے جھٹلائیں۔''

اسی طرح دوسری مثال بایں الفاظ بیان فرمائی کہ جو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

((جَائَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا ، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، رقم: ۷۲۸۳.

نَـائِـمٌ ، وَقَـالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا: مَثَـلُـهُ كَـمَثَـلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا ، فَـمَـنْ أَجَـابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُـجِـبِ الـدَّاعِـيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ، فَقَالُوا: فَالدَّارُ: الْجَنَّةُ ، وَالدَّاعِي: مُحَمَّدٌ ﷺ فَـمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَـقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ)) [1]

''نبی کریم ﷺ کے پاس (جبریل و میکائیل) فرشتے آئے اور آپ سوئے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں، لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب (محمد ﷺ) کی ایک مثال ہے۔ پس ان کی مثال بیان کرو، تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کھانے کی دعوت کی اور دعوت دینے والے کو بھیجا، پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دستر خوان سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور دستر خوان سے کھانا نہیں کھایا، پھر اس نے کہا کہ اس کی ان کے لیے تفسیر کر دو، تا کہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں، لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے، پس جو ان کی اطاعت

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، بالکتاب والسنة، رقم:۷۲۸۱.

کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔''

تیسرا حق: اتباعِ رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کا ایک حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کی جائے، یاد رہے کہ اطاعت اور اتباع میں فرق ہے، اطاعت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین کو مانا جائے اور عمل کیا جائے اور اتباع کا مطلب یہ ہے کہ جو کام آپ ﷺ خود کریں اس کے مطابق عمل کیا جائے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣١ ﴾

(آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔''

یعنی اتباع رسول ﷺ کی وجہ سے تمہارے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوں گے، بلکہ تم مُحِبّ سے محبوب بن جاؤ گے اور یہ کتنا اونچا مقام ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں اتباع رسول کے سبب ایک انسان کو محبوبیت کا مقام مل جائے۔

اس آیت کے بہت سے شان نزول اور اسباب وارد ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہود کے سردار کعب بن اشرف نے دعویٰ کیا کہ:

((نَحْنُ أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ))

''ہم اللہ کی محبت میں بہت سخت ہیں۔''

مزید کہا:

((نَحۡنُ أَحِبَّآءُ اللّٰهِ))

''ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں، [1] فرمایا کہ ان کے دعوؤں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی، اس کا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی اتباع کرو۔ اس آیت نے تمام دعویداروں کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کردیا ہے کہ محبتِ الٰہی کا طالب اگر اتباعِ محمد ﷺ کے ذریعے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ یقیناً کامیاب ہے، اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا اور اس مقصد کے حصول میں بھی ناکام رہے گا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیابی کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے، اور رضائے الٰہی کے حصول میں اس قدر کامران ہوئے کہ ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾ کی نوید سنائی گئی۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ وہ تمام افعال واعمال میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے تھے، چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمان ہے:

((لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ ، اِلَّا عَمِلْتُ بِهِ ، فَاِنِّي اَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهِ اَنْ اَزِيغَ)) [2]

''میں کسی بھی ایسے کام کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں کرتے رہے ہوں، بے شک مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی امر کو چھوڑ کر سیدھے راستے سے بھٹک جاؤں۔''

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

((أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ)) [3]

[1] العجاب في بيان الاسباب ٢/ ٦٧٧ .

[2] صحيح بخاری، كتاب فرض الخمس، رقم: ٣٠٩٣، صحيح مسلم، كتاب الجهاد، رقم: ٤٥٨٢ .

[3] صحيح بخاری، كتاب الحج، رقم: ١٦٠٥ .

''اللہ کی قسم! مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے، جو نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔''

غرض یہ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباع رسول ﷺ میں پیش پیش نظر آتے ہیں، اور بدعات سے بچنے کا سبق دیتے ہیں۔

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، وَالْاِسْتِقَامَةِ ، وَاتَّبِعْ وَلَا تَبْتَدِعْ)) ❶

''اپنے اوپر تقویٰ اور استقامت کو لازم کرو اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کرو اور بدعتی نہ بنو۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا ، فَقَدْ كُفِيْتُمْ)) ❷

''سنت کی پیروی کرو اور بدعتی نہ بنو، پس تحقیق وہ (سنت ہی) تم کو کفایت کرے گی۔''

نیز فرماتے ہیں:

((اِنَّا نَقْتَدِى وَلَا نَبْتَدِى ، وَنَتَّبِعُ وَلَا نَبْتَدِعُ ، وَلَنْ نَّضِلَّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالْاَثَرِ .)) ❸

''بے شک ہم اقتدا کریں گے اور ابتدا نہیں کریں گے یعنی بذات خود کام شروع نہیں کریں گے، اور ہم پیروی کریں گے اور نئی بات (بدعت) کو نہیں

---

❶ سنن دارمی ، المقدمه ، باب من هاب الفتيا ، رقم: ۱۳۹ .

❷ سنن دارمی ، باب فی کراهية اخذ امرأی ، رقم : ۲۱۱ .

❸ شرح اصول اعتقاد اهل السنة : ۱/ ۸٦ ، برقم:۱۰٦ .

مانیں گے، اور جب تک ہم احادیث کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔''

ان تمام آیات، احادیث اور آثار سے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، الحاصل یہ کہ آپ ﷺ کی اتباع تمام بنی آدم اور جنوں پر آپ ﷺ کا حق ہے۔

چوتھا حق: اختلافی امور میں نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع:

نبی اکرم ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اختلافی امور میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے۔ انسان ہونے کے ناطے، اختلافِ طباع اور اختلافِ اُمم کی وجہ سے اعمال و افعال میں ایک دوسرے سے اختلافِ رائے ہوسکتا ہے اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی محفوظ و مامون نہیں تھے، لیکن ایسی صورتِ حال میں اختلاف کا حل کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے ہاں سمجھتے تھے۔ یہی سبیل المومنین ہے، اور اگر اختلافی امور میں رجوع الی اللہ اور رجوع الی الرسول ﷺ نہیں ہوگا تو اختلاف و تنازعات ختم کرنا خام خیالی ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ۝٥٩ ﴾ (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان حاکموں کی بھی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ پر جھگڑا ہو جائے تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو، یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔''

اور جو فیصلہ آپ ﷺ فرمادیں اس کو قبول کرنا اور اپنے دل میں کوئی کھٹک، تنگی اور

خلجان محسوس نہ کرنا ایک مومن کی شان ہے، اور اگر ایمان کی کیفیت ایسی نہ ہو بلکہ مخالفت کا داعیہ پیدا ہو تو یہ ایمان کی کمی بلکہ ایمان بالرسول ﷺ سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے اور ایسے آدمی کا ٹھکانہ جہنم ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النساء: ۱۱۰)

''جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا، اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے جو اختلاف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، اور آپ ﷺ کی طرف اپنے اختلافی مسائل نہیں لوٹاتے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (النور: ٦٣)

''سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

بلکہ اس قبیح حرکت کو منافقین کی عادت بتایا گیا ہے، جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴾ (النساء: ٦١)

''ان سے جب کہا جائے کہ اللہ کے نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں۔''

اور اس سے شدید ترین وعید مندرجہ ذیل آیات میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ۚ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (النور: ٤٨ تا ٥٠)

''اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، تو ان کا ایک گروہ منہ موڑ کر چل دیتا ہے۔ اور اگر وہ حق بجانب ہوتے ہیں تو اس کے پاس اطاعت گزار بن کر آ جاتے ہیں کیا ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے یا انہیں آپ کی نبوت میں شبہ ہے یا انہیں ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اُن پر ظلم کرے گا، بلکہ وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔''

بلکہ آپ ﷺ کے فیصلے کو دل کی گہرائیوں سے مان لینے کا نام ایمان ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ (النساء: ٦٥)

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے معاملات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ انہیں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا (جو رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد تھے) اور ایک آدمی کا کھیت کو سیراب کرنے والے نالے کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ

نبی کریم ﷺ تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے صورتحال کا جائزہ لے کر جو فیصلہ دیا تو وہ اتفاق سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ جس پر دوسرے آدمی نے کہا آپ ﷺ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کا پھوپھی زاد ہے۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [1]

مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی بات یا فیصلے سے اختلاف تو دور کی بات، دل میں کھٹک اور تنگی بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ يَرَى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنِ .)) [2]

''تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا۔''

اللہ کے رسول ﷺ بقید حیات ہوں تو آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ مرجع ہے اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی حدیث کی طرف رجوع کیا جائے، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

پانچواں حق: رسول کریم ﷺ کی کسی معاملہ میں مخالفت نہ کی جائے:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے پانچواں حق یہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے کیونکہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور عذاب الیم سے ڈرایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٥٨٥ .

[2] سنن ترمذی، كتاب العلم رقم: ٢٦٧٦ . شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ (النور: ٦٣)

''سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

اور یہاں صرف ڈرایا ہی نہیں، بلکہ فی الواقع ایسا ہی ہے کہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کسی مصیبت اور آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ جیسا کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ کہنے لگا: ((لَا اَسْتَطِيْعُ)) میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) تو کھا ہی نہ سکے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ [1]

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَرَأَ النَّبِيُّ النَّجمَ سَجدَ، فَمَا بَقِيَ أَحدٌ إِلَّا سَجدَ، إِلَّا رَجلٌ رَأَيْتُهُ أَخذَ كَفًّا مِنْ حِصًى فَرَفعَهُ سَجدَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: هٰذَا يَكْفِيْنِيْ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قُتِلَ كَافِرًا)) [2]

''نبی اکرم ﷺ نے سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ کیا، اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا، صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا، اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔''

[1] صحيح مسلم، كتاب الاشربة، رقم: ٢٠٢١.

[2] صحيح بخاري، كتاب مناقب الانصار، رقم: ٣٨٥٣، صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٢٩٧.

فائدہ :...... یہ آدمی امیہ بن خلف تھا جو بدر میں قتل کیا گیا۔

اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! خَمسٌ إِذَا بْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ : لَمْ تَظْهَرْ الفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ ، حَتّٰى يُعْلِنُوا بِهَا ، إِلَّا فَشَافِيْهِمْ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا ، وَلَمْ يُنْقِصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَؤُوْنَةِ وَجَوْرِ ا السُّلْطَان عَلَيْهِمْ . وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا ، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ)) [1]

''اے مہاجرین کے گروہ! پانچ باتیں ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ، اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو (اب ان پانچ باتوں کا بیان ہے) جب کسی قوم میں علانیہ فسق و فجور ہوتا ہے (جیسے زنا، شراب وخمر وغیرہ) تو ان میں طاعون آتا ہے (یعنی وبا) اور ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اس سے پہلے وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوئی تھیں، اور جب کوئی قوم ماپ اور تول میں کمی کرتی ہے تو ان پر قحط آ پڑتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے، اور بادشاہِ وقت ان پر ظلم کرتا ہے، اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ ان پر

---

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الفتنه رقم : ٤٠١٩ ، شیخ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

بارش روک دیتا ہے، اور اگر دنیا میں چار پائے نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی، اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی حدیث پر عمل چھوڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا، اور ان کے ہاتھوں کے بعض اموال کو چھین لیتا ہے اور جب مسلمان حاکم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر نہیں چلتے یعنی کتاب اللہ کے ساتھ (فیصلہ نہیں کرتے) اور اللہ نے جو نازل فرمایا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر لڑائی ڈال دیتا ہے۔''

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور سنن کی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ حتی الوسع پیروی کی جائے۔

چھٹا حق: ''ترک احداث'' بدعات کا چھوڑنا

رسول کریم ﷺ نے جو دین لوگوں کے سامنے پیش کیا، اس میں عقائد و اعمال کا مکمل نمونہ موجود ہے جس کو اختیار کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں قدموں کو چومتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنے سے دنیوی اور اخروی کامیابی محض خیالی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۸۵)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

اور یہ طے ہے کہ دین اسلام کی تکمیل نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں ہوگئی تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

اور پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ: لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا ، كِتَابُ اللّٰهِ، وَسُنَّتِيْ)) [1]

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے (عمل پیرا رہو گے) ہر گز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت۔''

اب اس دین کے احکام و مسائل میں کسی قسم کا ردو بدل اور کسی قسم کی ترمیم و اضافہ نہیں ہو سکتا، بلکہ غلبہ دین، حصول رضائے الٰہی اور گمراہی سے بچنے کے لیے اسی دین میں مکمل راہنمائی موجود ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی بے نصیب یہ سمجھتا ہے کہ اس میں اپنی طرف سے ترمیم و اضافہ کی گنجائش ہے اور کچھ احکام و مسائل باقی ہیں، جن کے بارے میں اپنی طرف سے نیکی اور بدی کا کوئی معیار اور کسوٹی تراشنے کی ضرورت ہے تو گویا اس نے باور کرانے کی کوشش کی کہ (نعوذ باللہ) رسول مقبول ﷺ نے خیانت کرتے ہوئے دینِ اسلام کو مکمل طور پر بیان نہیں کیا، جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((مَنْ إِبْتَدَعَ فِى الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً ، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾)) [2]

[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، رقم: ٣، مستدرك حاكم، رقم ٣٢٣، ٣٢٤، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٧٦١ .

[2] كتاب الاعتصام للشاطبى ١/ ٤٩ .

”جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو وہ نیکی خیال کرتا ہے، تو تحقیق اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا ہے۔“

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا بھی اس بارے میں ارشاد گرامی ہے:

((إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا فَلَا تَزِيْدُنَّ عَلَيْهِ)) [1]

”جب میں کوئی حدیث بیان کروں تو اس کو زیادہ نہ کرو یعنی اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو۔“

لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے جس طرح اپنی امت کو تعلیمات دیں، بعینہٖ اسی طرح ان کو بغیر کسی اضافہ وترمیم کے قبول کرنے کا نام اسلام ہے، جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ، إِلَّا وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهٖ ، وَلَا شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ ، إِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ)) [2]

”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا تمہیں حکم دیا ہے میں نے اس کو نہیں چھوڑا مگر میں نے بھی تم کو اس کا حکم دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تم کو کسی چیز سے منع نہیں کیا لیکن تحقیق میں نے بھی تم کو اس سے روک دیا ہے۔“

مزید آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنِّي تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا ، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِيْ إِلَّا هَالِكٌ .)) [3]

---

[1] مسند احمد، ٤/ ٤٠٤، شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

[2] سنن الکبریٰ، رقم:١٣٤٤٣ . [3] سنن ابن ماجه ، کتاب السنة: ٥ ، کتاب السنة لابن ابی عاصم، رقم:٣٣ ، ٤٨ ، ٥٦ ، مستدرك حاکم :١/ ٩٦ ، سلسلة الصحيحة رقم : ٦٨٨ .

''میں نے تم کو ایسی سفیدی (روشنی) کی مانند چھوڑا ہے کہ جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے، میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی اس سے کجروی (ٹیڑھ پن) اختیار کرے گا۔''

یہ ہلاکت کی نوید اس لیے سنائی گئی ہے کہ مبتدع اللہ تعالیٰ کا شریک وسہیم بناتا ہے، کیونکہ شریعت کو اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے، اور اگر کوئی خود تشریع (قانون سازی) کرتا ہے تو وہ اللہ کے حق میں اپنے تئیں شریک کرتا ہے، اسی لیے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

((مَنْ إِسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ)) [1]

''جس نے اچھائی کو طلب کیا پس تحقیق اس نے شریعت بنائی۔''

لہٰذا دین کو من وعن قبول کرنے کا نام اسلام ہے اس میں کسی قسم کی لفظی یا معنوی تبدیلی کی اجازت نہیں دی جاسکتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان یاد فرمائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک لفظ کی تبدیلی سے روک دیا تھا۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر آنے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو، اور پھر یہ دعا اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔

((اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ إِلَیْكَ ، وَفَوَّضْتُ أَمرِیْ إِلَیْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ إِلَیْكَ رَغْبَةً وَرَھْبَةً إِلَیْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَیْكَ ، اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ)) [2]

''اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے لیے مطیع کر دیا ہے، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور میں نے تیری طرف رغبت اختیار کرتے ہوئے اور ڈرتے

---

[1] الاحکام للآمدی ٢/ ١٣٦ ، المستصفی للغزالی : ١/ ٢٧٤ .

[2] صحیح بخاری ، کتاب الوضوء ، رقم: ٢٤٧ .

ہوئے تجھے پشت پناہ بنایا، تیرے عذاب سے بچ کر جانے کی کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانہ نہیں، سوائے تیرے دامن رحمت کے، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی ﷺ پر جسے تو نے مبعوث کیا۔‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس رات فوت ہوگئے تو تم فطرتِ اسلام پر ہوگے، اور ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو رسول اللہ ﷺ پر دہرایا تو ((اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ، وَرَسُوْلِكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ)) کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا (وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ) کہو۔

لہٰذا ہمیں ہر دینی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو دین کامل تسلیم کرنا چاہیے۔ بعض اپنی بدعات کو رواج دینے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ کیا حرج ہے یہ بھی تو نیکی کے کام ہیں، حالانکہ نیکی تمام شریعتِ اسلامیہ میں واضح ہوچکی ہے، یاد رہے کہ کسی بدعت سے بچنے کے لیے جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا حرج ہے؟ تو یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ اس صورت میں اگر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کو اپنالیں تو یہ وسوسہ ختم ہوجاتا ہے۔ آپ ﷺ کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’تین حضرات نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں آپ ﷺ کا عمل بتایا گیا تو اُسے انہوں نے اس کو کم سمجھا، اور کہا کہ ہمارا آپ ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ ﷺ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول

اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا کہ تم نے ہی یہ باتیں کی ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے میں تم سے بڑھ کر ڈرنے والا ہوں اور میں تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن اگر میں روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں تو (رات میں) سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں۔'' [1]

اس حدیث کو پڑھ کر غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز، روزہ اور شب بیداری کے متعلق کون سا طرزِ عمل دیا ہے، حالانکہ یہ تمام عبادات کرنے والے یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ کیا حرج ہے؟ اس میں سب سے بڑا حرج یہ ہے کہ جو کیفیت وہ لوگ اختیار کر رہے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت نہیں تھی۔

اسی طرح سیدنا عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ ''ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے قبل جمع ہوتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نکلتے تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاتے، ایک دن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے اور ان کے نکلنے پر فرمایا: اے ابوعبدالرحمان! میں نے ابھی ابھی مسجد میں عجیب وغریب چیز دیکھی ہے اور الحمدللہ خیر ہی دیکھی ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اگر آپ زندہ رہے تو ابھی دیکھ لیں گے۔ کہا! میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ بنائے ہوئے دیکھا، وہ نماز کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں، ہر حلقہ میں ایک آدمی ان کو کہتا ہے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' سو مرتبہ کہو، تو وہ سو مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، رقم: ٥٠٦٣.

مرتبہ "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہو، تو وہ سو مرتبہ "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتے ہیں اور پھر وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہو، تو وہ سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا کہ تم نے انہیں کیا کہا؟ فرمایا! میں تو آپ کے حکم اور رائے کا انتظار کر رہا ہوں اور انہیں کچھ نہیں کہا۔ فرمایا: کیا تم نے انہیں حکم نہیں دیا کہ اپنی برائیاں شمار کریں اور اپنی نیکیوں کو ضائع نہ کریں۔ پھر وہ چلے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے، پس ان سے کہا: میں تمہیں کیا کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: اے ابوعبد الرحمان! یہ کنکریاں ہیں کہ ہم ان پر "اَللّٰـهُ اَكْبَـرُ" "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "سُبْحَانَ اللّٰہِ" گنتے ہیں۔

فرمایا: پس تم اپنی برائیاں شمار کرو، میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیاں ضائع نہ ہوں گی، اے امتِ محمدیہ! تمہارے لیے افسوس ہے، کتنی جلدی تم ہلاک ہونے والے ہو، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ہیں کہ جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن ابھی تک نہیں ٹوٹے، قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً تم ایسے دین پر چلنا چاہتے ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت سے بھی زیادہ ہدایت پانے والا ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم نے تو بھلائی کا ارادہ ہی کیا ہے۔

فرمایا: کتنے ہی لوگ بھلائی کرنا چاہتے ہیں، لیکن وہ اس کو پہنچ نہیں سکتے یعنی بظاہر تو بھلائی کا کام کرتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ بھلائی نہیں ہوتی، یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان کیا ہے کہ ایسی قوم بھی ہوگی جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ شاید ان میں سے اکثر تمہیں سے ہوں، پھر ان سے پھرے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں والے اکثر

لوگ جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف تیراندازی کر رہے تھے۔ [1]

اپنی طرف سے دین میں اضافہ کرنے میں کیا حرج ہے کہنے والے اس واقعہ سے بھی عبرت پکڑیں کہ اپنی طرف سے دین میں زیادتی اور کمی کرنا کتنا خطرناک فعل ہے۔

مزید کہ سنن دارمی کے مقدمہ میں اسی قبیل کے کئی واقعات وآثار موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [2]

''جس نے کوئی بھی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، پس وہ کام مردود ہے۔''

صحیح بخاری میں یہی روایت ان الفاظ سے مروی ہے۔

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ)) [3]

''جس نے ہمارے دین میں نیا کام نکالا جو اس دین سے نہیں ہے، پس وہ مردود (نا قابل قبول) ہے۔''

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے الفاظ یوں بیان فرمائے ہیں:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [4]

''جس نے ہمارے دین (اسلام) میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود (قابلِ رد) ہے۔''

بلکہ دین میں بدعت ایجاد کرنے والے شخص پر دن رات اللہ کی لعنتیں اور پھٹکاریں ہوتی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا)) [5]

---

[1] سنن دارمی ، المقدمة ، رقم: ٢٠٨ ، مجمع الزوائد، رقم: ٨٦٣ .

[2] صحيح مسلم، كتاب الاقصية، رقم: ٤٤٩٣ .

[3] صحيح بخاری، كتاب الصلح ، رقم : ٢٦٩٧ .

[4] شرح السنة، باب رد البدع والأهواء، رقم :١٠٣ . [5] مسند الربيع ، رقم : ٣٧٢ .

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کی۔''

یاد رہے کہ چور، ڈکیت، زانی وغیرہ راہِ راست پر آ سکتے ہیں، لیکن بدعتی نہ تو راہِ راست پر آتا ہے اور نہ ہی اسے توبہ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک رکھا ہے۔''

کیونکہ بدعتی اپنے عملِ بدعت کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے، اور ثواب کے کام سے توبہ کیسے کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ بدعت خواہ کتنی اچھی اور بھلی معلوم ہو وہ بدعت ہی ہوتی ہے جو آگ میں لے جاتی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَأَهَا النَّاسُ حَسَنَةً)) ❷

''ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی سمجھیں۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جو زمین کے نشانات چرائے، اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جو اپنے والدین کو لعنت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، باب من ترك السنة، رقم: ٥٢.

❷ السنه للمروزی، رقم: ٧٠.

❸ صحيح مسلم، كتاب الاضاحی، رقم: ١٩٧٨، شرح السنة ١١/ ٢٢٦، سنن نسائی، كتاب الضحايا، رقم: ٤٤٣٤.

نے اس شخص پر لعنت کی جس نے بدعتی کو جگہ (پناہ) دی۔''

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْـمَـدِيْـنَةُ حَـرَمٌ مِـنْ كَذَا إِلٰى كَذَا ، لَا يَقْطَعُ شَجَرُهَا ، وَلَا يُـحْـدَثُ فِيْهَـا حَـدَثٌ ، مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ)) [1]

''مدینہ فلاں جگہ (عَیر) سے فلاں جگہ (ثور) تک حرمت والا ہے اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا، اور نہ اس میں نیا امر ایجاد کیا جائے گا جس نے اس کی حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی، اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مدینہ کے بارے میں اسی طرح کی ایک حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یوں ہے کہ:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى فِيْهَا مُحْدِثًا ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ ، وَالْـمَـلٰـئِـكَةِ ، وَالـنَّـاسِ أَجْـمَـعِيْنَ ، لَا يُقْبَلُ مِنْـهُ صَرْفٌ وَلَا عَدَلٌ)) [2]

''پس اس میں جو کوئی نئی بات نکالے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس سے فرض یا نفل عبادت قبول ہی نہیں کی جائے گی۔''

لہٰذا اس دین میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے، یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔

ساتواں حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر خواہی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پوری

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، رقم: ۱۸٦۷، صحیح مسلم کتاب الحج، رقم: ۳۳۳۰.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجزیۃ، رقم: ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۳۳۲۷.

طرح خیر خواہی ہو، جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہے:

((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:" الدِّيْنُ نَصِيْحَةٌ " قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ:" لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ. ")) [1]

"یقیناً نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے اور اس کی کتاب کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور اس کے (مسلمان حکمرانوں) اور تمام مسلمانوں کے لیے۔"

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

عربی لغت میں نصیحت کا لفظ بڑا جامع ہے، اور اس کے معانی بڑے وسیع ہیں اسی وسعت کے لحاظ سے معنی سمجھنا چاہیے...... اللہ پاک کے رسول ﷺ سے نصیحت (خیر خواہی) یہ ہے کہ ان پر ایمان خالص ہو، ان کی تعظیم دل و جان سے بجالائے، ان کی سنت کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے پیغام کی دنیا میں اشاعت کرے......اس حدیث کو محدثین نے ان چند احادیث میں شمار کیا ہے جن پر فقہ اسلامی کا مدار ہے۔

آپ ﷺ کا پیغام جسے آپ ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا، وہ پیغام توحید ہے، بلکہ یہ پیغام تمام انبیا ورسل علیہم السلام کا پیغام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

"تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔"

فخرِ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے توحید کی اشاعت وترویج کی خاطر پوری زندگی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٩٦.

کھپا دی، اوراس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ خصوصی طور پر مکی زندگی کا کوئی دن ایسا نہ گزرا ہوگا، جو پیارے نبی ﷺ نے راحت وسکون سے گزارا ہو۔ قرآن کریم آپ ﷺ کا مشن اور پیغام ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

﴿قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ١٩؁﴾

(الانعام: ۱۹)

''(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے کہ سب سے بڑھ کر سچی گواہی کس کی ہوسکتی ہے؟ کہہ دیجیے اللہ کی جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، نیز یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے، تاکہ اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن تک یہ پہنچے۔ کیا تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں۔ آپ کہیے! میں ایسی گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دیجیے! الٰہ صرف وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو۔''

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا۔ فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسِ قُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) [1]

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو تم کامیاب ہوجاؤ گے۔''

یہ آپ ﷺ کا مشن ہے، اسے روکنے کی کوششیں کی گئیں، آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، پتھر مارے گئے اور کبھی آپ ﷺ کو ساحر، مجنوں کہا گیا، لیکن

---

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ٦٥٦٢، مسند احمد، ٣/ ٤٩٢، اسے شیخ شعیب ارناؤط نے ''صحیح'' کہا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے مشن سے بے وفائی نہ کی، یہی وجہ ہے کہ اس مشن میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی۔

ایک وقت آپ ﷺ کو لالچ دیا گیا کہ کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرلیں، مکہ کی بادشاہت لے لیں یا سونے اور چاندی کا تعین کرلیں تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کردیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سورج میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دو پھر بھی میں اللہ کی توحید بیان کرنے سے گریز نہیں کروں گا، اور تمہارے بتوں کی تذلیل کرتا رہوں گا۔ لات بھی جھوٹا ہے، عزیٰ بھی جھوٹا ہے، اور یہ بیت اللہ میں رکھے گئے تین سو ساٹھ بت بھی جھوٹے ہیں، معبود برحق صرف ایک اللہ ہی ہے۔ [1]

یہ آپ ﷺ کا مشن تھا، اور آپ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی اور نصیحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس مشن کو اختیار کیا جائے، اور توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جائیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

آٹھواں حق: رسول اللہ ﷺ سے محبت:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے آٹھواں حق آپ ﷺ سے محبت ہے۔ یاد رہے کہ محبت ایک جذبہ ہے، مادی شے نہیں ہے کہ اسے ماپا اور تولا جاسکے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس پیمانے سے ناپیں اور کس کسوٹی سے جانچیں؟ تو اس بات کو قرآن پاک نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

[1] مختصر سيرت الرسول، ص: ۱۸۱.

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ (التوبة : ٢٤)

''آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

جب تک تمام کائنات اور تمام موجودات سے رسول اقدس ﷺ کی ذات مبارک عزیز ترین نہ ہو جائے ایمان ناقص و ادھورا رہتا ہے۔ احادیث رسول اللہ ﷺ میں اس مضمون کی خاصی وضاحت موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ، وَمَالِهٖ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ)) ❶

''کوئی بندہ تب تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے گھر والوں، اس کے مال اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔''

رسول اللہ سے اپنی جان سے زیادہ محبت کرنے کی فرضیت پر درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهٖ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ : "لَا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ" فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : "فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم : ١٦٨ .

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : " الآنَ يَا عُمَرُ . "))❶

''ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، اور آپ عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حتیٰ کہ میں (تمہیں) تیری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم! اب یقیناً آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب، اے عمر رضی اللہ عنہ (بات بنی ہے)۔''

مذکورہ بالا حدیث میں دیگر باتوں کے علاوہ ایک انتہائی قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا کہ ایمان کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کا مومن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہونا ضروری ہے، حالانکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اس قدر وسیع المرتبت ہے کہ آپ ﷺ قسم نہ بھی کھائیں تب بھی آپ ﷺ کی ہر بات ٹھیک اور شک و شبہ سے بلند و بالا ہے، اور جب آپ ﷺ کوئی بات قسم کھا کر بیان فرما دیں تو وہ بات انتہائی زیادہ پختہ ہوگی، کیونکہ معلوم ہے کہ قسم کلام کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔❷

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس کے نزدیک اپنے والدین اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہوں۔ درج ذیل حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ، وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ))❸

---

❶ صحيح بخاری ، كتاب الايمان والنذور ، رقم : ٦٦٣٢ .

❷ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں ص : ١٠۔١٤ بحواله عمدة القاری ١/ ١٤٣ .

❸ صحيح بخاری ، كتاب الايمان ، رقم : ١٤ .

''پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَبِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءُ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَاَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .)) [1]

''تین باتیں جس میں ہوں، اس نے ایمان کی لذت اور چاشنی پالی (۱) اللہ اور اس کا رسول اس کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اور وہ کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے (۳) اور وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند خیال کرے جیسے کہ اس کو آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہے۔''

درج ذیل حدیث شریف بھی اس بات کو واضح کرتی ہے، چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: " وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ " قَالَ: حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ، قَالَ: " فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ . ")) [2]

''ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۵ .

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦١٧١ ، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٧١٣ .

تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: اللہ اور رسول کی محبت، آپ نے فرمایا: قیامت کے دن تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میں ان جیسے اعمال نہ کرسکا۔''

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) [1]

''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

اب دیکھنا ہے کہ محبت کہتے کس کو ہیں؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

((وَحَقِيْقَةُ الْمُحَبَّةِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ مِنَ الْمَعْلُوْمَاتِ الَّتِيْ لَا تُحَدُّ، وَإِنَّمَا يَعْرِفُهَا مَنْ قَامَتْ بِهِ وِجْدَانًا، وَلَا يُمْكِنُ التَّعْبِيْرُ عَنْهَا)) [2]

''اہل معرفت کے ہاں محبت ایسی معلومات سے ہے جس کی کوئی حد نہیں، صرف اس کو وہ جانتا ہے جو وجدانی طور پر اس کو قائم رکھے، اور اس کی تعبیر ممکن ہی نہیں ہے۔''

اور حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((لَا تُحَدُّ الْمُحَبَّةُ بِحَدٍّ أَوْضَحَ مِنْهَا، فَالْحُدُوْدُ لَا تَزِيْدُهَا الا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦١٧٠، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٧١٨.

[2] فتح الباری ١٠/ ٤٦٣.

خفاء وجفاء ، فحدها وجودها ، ولا توصف المحبة بوصف اظهر من المحبة ، وانما يتكلم الناس فى اسبابها ، وموجباتها ، وعلاماتها ، وشواهدها ، وثمراتها ، واحكامها ، فحدودهم ورسومهم دارت على هذه الستة ، وتنوعت بهم العبارات ، وكثرت الاشارات بحسب ادراك الشخص ، ومقامه ، وحاله ، وملكه للعبادة)) ❶

''محبت کی اس سے زیادہ واضح حد نہیں ہے، پس اس (محبت) کی تعریفات اس کو پوشیدگی اور جفا میں ہی زیادہ کریں گے۔ اس کا پایا جانا اس کی حد ہے اور محبت کا محبت کے علاوہ کوئی واضح وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لوگوں نے اس کے اسباب، موجبات اور علامات، شواہد، ثمرات اور احکامات کے بارے میں بحث کی ہے۔ اس کی حدود اور رسومات اسی طریقہ پر گھومتی رہی ہیں۔ عبارات اس کے متعلق مختلف اور اشارات بہت زیادہ ہو گئے ہیں، ہر شخص نے اسے اپنے ادراک کے مطابق، مقام حال اور ملکہ کے مطابق تعبیر کیا ہے۔''

چنانچہ نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

* نبی کریم ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا۔
* نبی کریم ﷺ پر جان و مال نچھاور کرنے کے لیے ہمہ وقت کامل استعداد۔
* نبی کریم ﷺ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب۔
* نبی کریم ﷺ کی سنت کی حمایت و تائید اور آپ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع۔
* آپ ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا، درود و سلام پڑھنا۔
* آپ ﷺ کے محبوبوں سے محبت اور دشمنوں سے دشمنی۔

---

❶ مدارج السالكين.

(تفصیل کے لیے دیکھیں: نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں)

اس عورت کو یاد کیجیے گا کہ جنگ اُحد میں اسے اطلاع ملی کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید کر دیے گئے، بے قرار ہو کر گھر سے باہر نکلی۔ راستے میں اطلاع ملی کہ تیرا باپ شہید ہو گیا پرواہ نہیں کی۔ آگے بڑھی، اطلاع ملی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا، پرواہ نہیں کی۔ کہنے لگی: اللہ کے رسول کا بتاؤ! لوگوں نے کہا: وہ خیریت سے ہیں۔ کہا جب تک میں خود دیکھ نہیں لوں گی، تب تک مجھے قرار نہیں آئے گا اور آگے بڑھی، اللہ کے پیغمبر نظر آئے۔ کہتی ہے: ((اَلَا کُلُّ شَيْءٍ خَلَاہُ جَلَلٌ)) یا رسول اللہ! آپ کو دیکھ لیا اب ساری مصیبتیں خوشیوں میں بدل گئی ہیں۔ [1]

نواں حق: رسول اللہ ﷺ کی عزت وتعظیم کرنا:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے نواں حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عزت وتعظیم کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝۹﴾ (الفتح: ۹)

''تاکہ اللہ اور اس کے رسول پر تم ایمان لے آؤ اور اس (رسول ﷺ) کی مدد کرو اور اس کا ادب اور تکریم کرو اور تم اس اللہ کی صبح وشام تسبیح بیان کرو۔''

تعظیم اور ادب کرنے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے فرامین، آپ کی سنن، آپ کی ازواج مطہرات، آپ کے اصحاب اور آپ کے شہروں کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق اور اللہ رب العزت کے حکم کی بنا پر تعظیم کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی اکرم ﷺ کی کس طرح تعظیم کرتے تھے، اس سلسلے میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے گا۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کے در دولت پر دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی، تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔

[1] البدایة والنہایة، رقم: ٤/ ٤١.

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيَقْرَعُوْنَ بَابَهُ بِالْأَظَافِيْرِ)) [1]

''صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے دروازے کو ناخنوں کے ساتھ کھٹکھٹاتے تھے۔''

اتنی تعظیم کہ کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا کہ اس کی آواز رسول ﷺ سے اونچی معلوم ہو، اس ادب کی تعلیم خود اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ ﴾ (الحجرات : ۲)

''اور اُن کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض بعض کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے، ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کرسکو گے۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ ﴾ (الحجرات : ۳)

''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں یہ وہی ہیں جن کے دلوں کا امتحان اللہ نے تقویٰ میں لیا ہے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔''

ہجرت کے دن اللہ کے پیغمبر ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اکٹھے داخل ہو رہے ہیں، انصار کے بیشتر افراد نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا کہ کچھ آنکھیں سیدنا

---

[1] السنن للبیهقی ، رقم: ٦٥٩ .

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی تھیں، اور کچھ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہوگئے۔ اللہ کے رسول کی تعظیم کا تقاضا تو یہ ہے کہ آج تمام تر نگاہوں کا مرکز محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ چنانچہ یہ سوچ کر اپنے سر سے چادر اتار لی اور رسول اللہ ﷺ پر سایہ کر دیا، جس سے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ اللہ کے رسول تو یہ ہیں اور میں تو غلام ہوں۔ ❶

اسی طرح سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو دیکھیے ان کے بارے میں ہے کہ جب وہ ایمان لے آئے، ایمان لانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سے کہتے ہیں کہ:

((مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ كُلِّهِ إِلَيَّ ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ بَلَدٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا إِلَيَّ)) ❷

''اب سے کچھ دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ قابل نفرت آپ کا چہرہ تھا، اور اب سب سے زیادہ قابل محبت آپ کا چہرہ بن چکا ہے۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ منحوس اور قابل نفرت آپ کا دین تھا، اور اب سب سے زیادہ محبوب آپ کا دین ہوگیا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ کا شہر سب سے زیادہ برا تھا، اور اب سب سے زیادہ قابل محبت آپ ﷺ کا شہر مدینہ منورہ بن چکا ہے۔''

---

❶ مختصر سیرۃ رسول ، ص: ۲۹٦.

❷ سنن نسائی ، کتاب الطھارۃ ، رقم : ۱۸۹ ، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، ارواء الغلیل رقم: ۱۲۱٦.

دسواں حق: رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود وسلام پڑھنا:

آپ ﷺ کا دسواں حق یہ ہے کہ آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام پڑھا جائے، کیونکہ آپ نے یہ دین سختیاں سہہ کر اور تکلیفیں جھیل کر ہم تک پہنچایا جو کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم پر احسان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾﴾ (الرحمن: ٦٠)

''نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر احسان کے ساتھ۔''

اب اس ہمارے احسان کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود سلام بھیجا جائے یہ درود سلام کیا ہے؟ آپ پر رحمت کی دعائیں اور سلامتی کی دعائیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾﴾ (الاحزاب: ٥٦)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجا کرو۔''

بارگاہ رسالت میں قربت کی راہ:

درود شریف بہت بڑا وظیفہ ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں آپ پر درود بکثرت بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں اوقات ذکر میں کتنا وقت درود کے لیے وقف کردوں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وقت کا چوتھائی حصہ درود کے لیے وقف کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))

''جتنا تو چاہے، اور اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: دو تہائی پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: جیسے تیرا جی چاہے اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لیے اور بھی بہتر ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر تو میں سارا وقت آپ پر درود کا وظیفہ ہی پڑھا کروں گا۔ آپ نے فرمایا:

((إِذًا تَكْفِي هَمَّكَ ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)) [1]

''پھر تو تیرے سارے غم (دین و دنیا) چھٹ جائیں گے اور تیرے سب گناہ مٹ جائیں گے۔''

ہر وقت درود زبان پر جاری رہنا چاہیے، اور اس کے انوار میں ڈوبے رہنا چاہیے۔ بالخصوص جمعہ کے روز تو درود وسلام میں محو رہنا چاہیے۔

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيهِ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ ـ علیہ السلام ـ وَفِيهِ قُبِضَ ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَوةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكُمْ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ يَعْنِي وَقَدْ أَرَمْتَ ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَآءِ)) [2]

''تم جو دن بسر کرتے ہو ان میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اسی دن اس کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن سب پر بے ہوشی طاری ہوگی، تم اس دن مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو، واقعی تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ٢٤٥٧ ، سلسلة الصحیة، رقم: ٥٩٤ .

[2] سنن نسائی، کتاب الجمعة، رقم: ١٣٧٥ ، سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، رقم: ١٥٣١ ، سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات رقم: ١٠٨٥ ، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

جب آپ ﷺ مٹی ہو جائیں گے تو ہمارا درود کیونکر آپ کے سامنے پیش ہو سکے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا علیہم السلام کے جسموں کو کھا سکے۔''

اسی طرح سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَكْثِرُوا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ)) ❶

''جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے پڑھا کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) ❷

''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

پس زبانوں کو حرکت میں لاؤ اور بارگاہ رسالت میں درود وسلام مسلسل بھیجو۔ اللہ نے تو کچھ فرشتوں کو اسی کام کے لیے وقف کر رکھا ہے کہ اس کائنات میں جو کوئی ان کے حبیب پر درود بھیجے وہ فرشتے درود کے تحفے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ ، يُبَلِّغُوْنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ)) ❸

''اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیاحت کرتے ہیں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے صلوٰۃ کے تحفے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔''

---

❶ الكامل: ٣/ ١٠٣٩ .

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلوة، رقم : ٩١٢ .

❸ سنن نسائي، كتاب السهو، رقم : ١٢٨٢ ، سنن دارمي، كتاب الرقاق ، رقم : ٢٦٧٢ .
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

درود نہ پڑھنے پر وعید:

سیدنا کعب عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُحْضُرُوا الْمِنبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا اِرْتَقٰی دَرَجَةً قَالَ آمِيْنَ! فَلَمَّا اِرْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ ، فَقَالَ آمِيْنَ! فَلَمَّا إِرْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ ، فَقَالَ آمِيْنَ! فَلَمَّا نَزَلَ ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا ، مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ ، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ لَقَدْ عَرَضَ لِيْ ، فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهُ ، قُلْتُ: آمِيْنَ! فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ ، قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرَتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ، قُلْتُ: آمِيْنَ! فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ ، قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ اِحْدٰهُمَا فَلَمْ يَدْخُلَاهُ الْجَنَّةَ ، قُلْتُ: آمِيْنَ .)) [1]

''منبر کے پاس آ جاؤ تو ہم لوگ پاس آ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے، تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے پاس آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ رحمت سے دور ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا: یا اللہ! قبول کر۔ جب دوسرے زینے پر میں نے قدم رکھا، تو جبریل نے کہا: رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر

---

[1] سنن ترمذی ، كتاب الدعوات ، رقم : ٣٥٤٥ ، صحيح ابن حبان رقم : ٤٠٩ ، صحيح الجامع الصغير ، رقم : ٧٥ .

درود بھیجنے کی بھی زحمت گوارا نہ کرے۔ میں نے کہا: یا اللہ، قبول کر، جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا: یا اللہ! قبول کر۔''

آپ غور کیجیے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام ایسا بارگاہ الٰہی میں مقرب فرشتہ جس کے لیے بددعا کرے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جس بددعا پر آمین کہیں، اس سے بڑھ کر بدبخت اور کون ہو سکتا ہے بھلا؟

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے وقت اور بولتے وقت صلاۃ وسلام کا التزام کرنا چاہیے، گو عبارت لکھتے ہوئے یا دوران گفتگو بیسیوں بار آپ کا اسمِ گرامی آئے۔ ہر ایک بار اک نئے ذوق وشوق کے ساتھ اور اک نئے ولولے کے ساتھ درود بھیجنا چاہیے، وہ جنھوں نے اپنی پوری زندگی ہمیں سنوارنے کے لیے کھپا دی۔ حیف ہے ہم پر کہ ان کے اسم گرامی پر ہونٹوں کو جنبش دینے میں بھی بخل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرَتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ)) [1]

''وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

ایک روایت میں تو آپ نے اسے بخیل ترین انسان قرار دیا جو آپ کے اسم گرامی کو سن کر درود نہیں بھیجتا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَبْخَلِ النَّاسِ))

''میں تمھیں یہ نہ بتاؤں کہ بخیل ترین انسان کون ہے؟''

---

[1] سنن ترمذی کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۴٦، الترغیب والترهیب، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۱٦۸۳، مسند احمد (۱/ ۲۰۱)، صحیح ابن حبان رقم: ۹۰۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:

((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ، فَذَاكَ أَبْخَلُ النَّاسِ)) [1]

''جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بخیل ترین انسان ہے۔''

اور جس شخص کو رحمۃ للعالمین بخیل انسان فرمائیں تو اس کی بدبختی میں شک وشبہ کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

حضرات! احادیث میں درود کی بڑی فضیلت وارد ہے، لیکن درود پڑھتے ہوئے مسنون درود کا اہتمام کرنا چاہیے، سب سے مشہور اور مقبول نماز میں پڑھا جانے والا درودِ ابراہیمی ہے، اور مختصر دُرود ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ بہرحال یہ دس حقوق ہیں، جن کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہی حقوق کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق قائم کیا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا .



---

[1] الترغيب والترهيب ، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ٢٥٠٥، صحيح الجامع صغير ، رقم: ١٣٥٥ .

باب نمبر:۳

دین اسلام کے حقوق

پہلا حق: نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت بڑے عمل ہیں، انہی اعمال کی بنا پر اللہ رب العالمین نے اُمت محمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ ﴾ (آل عمران : ١١٠)

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں، لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧﴾ ﴾

(التوبة : ٧)

’’مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہ سکتا ہے، سوائے ان کے جن سے تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے، جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔‘‘

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((”أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا“ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا ، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ فَقَالَ:” تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ . “)) [1]

’’اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مظلوم کی مدد تو ہم کرتے ہیں، لیکن ظالم کی ہم کیسے مدد کریں؟ فرمایا: اسے ظلم سے روک دو، یہی تمہارا اس کی مدد کرنا ہے۔‘‘

دوسرا حق: دین اسلام پر حسبِ استطاعت عمل کرنا:

جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ نے ان کے اسلام قبول کرنے پر ناراضگی کا اظہار کیا، اور ان سے کہا کہ تم اسلام سے پھر جاؤ ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی، یہاں تک کہ مرجاؤں گی، اور تم کو عرب بھر میں عار لگ جائے گی، اور لوگ کہیں گے کہ اس نے ماں کو مار ڈالا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اماں جان! جان لو، اللہ رب العزت کی قسم! اگر تمہاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں، تب بھی میں اسلام سے نہیں پھروں گا۔ ان کی ماں نے ایک دن صبر کیا، دو دن صبر کیا۔ تیسرے دن جب بہت زیادہ بھوک نے ستایا تو کھانا کھالیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جس میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر عتاب تھا کہ انہوں نے اپنی ماں کو اتنا سخت جواب کیوں دیا؟ ارشاد فرمایا:

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ٢٤٤٤.

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾﴾ (لقمان : ۱۵)

''اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس کا تمہیں علم نہیں تو تم ان کا کہا نہ ماننا، البتہ دینوی معاملات میں ان (دونوں والدین) سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا، مگر اتباع اس شخص کی راہ کی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو، پھر تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔'' ❶

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾﴾

(المائدہ : ٤٤)

''بے شک ہم نے تورات نازل کی، اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے ذریعہ ہمارے نبی حکم دیتے تھے جو فرماں بردار تھے۔ یہودیوں کے لیے فیصلے کرتے تھے، اور اللہ والے اور علماء (فیصلے کرتے تھے) اس لیے کہ انہیں اللہ کی کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ اس کے اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہونے

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، رقم: ٦٣٣٨.

کے گواہ تھے، پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے نہ ڈرو، اور میری آیتوں کے بدلے گھٹیا چیز نہ خریدو۔ اور جو لوگ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے۔''

اللہ رب العزت نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ ﴾ (الروم: ۳۰)

''پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''



باب نمبر:۴

قرآن حکیم کے حقوق

پہلا حق: قرآن حکیم پر ایمان لانا:

یہ تمام عالمین کے پالنہار کا نازل کردہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

﴿ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾

(السجدة : ۲)

''بلاشبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔''

قرآن پر ایمان رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ محفوظ کتاب ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾(الحجر : ۹)

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

(البقره : ۹۷)

''آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے جو پیغام ان کے پاس اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے۔''

ایمان لانے کی وجہ کیا ہے، اس سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ ﴾ (الاعراف: ۵۲)

''اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿ وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ﴾

(الانبیاء: ۵۰)

''یاد رہے یہ نصیحت و برکت والا قرآن بھی ہمی نے نازل فرمایا ہے، کیا پھر بھی تم اس کے منکر ہو؟''

اہل ایمان کا قرآن سن کر ایمان بڑھ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٢﴾ ﴾ (الانفال: ۲)

''پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

قرآن کو جنات کی ایک جماعت نے ''بطن نخلہ'' میں سنا تو وہ بھی اس پر ایمان لے آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ ﴾ (الجن: ۱،۲)

''(اے نبی)! آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا، اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست سمجھاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔''

ایک جگہ قرآن کے بے مثل ہونے کو یوں چیلنج کیا:

﴿ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ ﴾ (البقرہ: ۲۳)

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو، اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

دوسرا حق: قرآن حکیم کو سمجھنا اور غور و فکر کرنا:

اللہ رب العزت نے انسان کو مختلف طریقوں سے قرآن میں غور و فکر کی دعوت دی ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ ﴾ (الحشر: ۲۱)

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوفِ الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

قرآن بہت آسان ہے، اس کی بابت ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸ ﴾

(الدخان : ٥٨)

''ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کردیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

اور سورۃ القمر میں اس بات کو کچھ اس انداز میں بیان کیا:

﴿ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷ ﴾

(القمر : ١٧)

''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کردیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا نہیں ہے؟''

جو لوگ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴ ﴾

(محمد : ٢٤)

''کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں؟''

ایک جگہ قرآن یوں کہتا ہے:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝۸۲ ﴾ (النساء : ٨٢)

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بڑا اختلاف پاتے۔''

قرآنِ مجید کو بھلا دینے والے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے، ارشاد فرمایا:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام: ٤٤)

''پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْقُرْآنِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ)) ❶

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو عزت بخشتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ذلیل ورسوا کر کے رکھ دیتا ہے۔''

بقول شاعر:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي إِثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .)) ❷

''دو آدمی قابل رشک ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی، پھر

---

❶ صحیح مسلم ، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٨٩٧ .

❷ شیخ شعیب الارناؤط نے کہا اس کی سند صحیح اور شرط شیخین پر ہے۔ مسند احمد : ٢/ ٩ .

وہ دن رات کے اوقات میں اس میں لگا رہتا ہے، اور دوسرا وہ خوش نصیب آدمی جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا رہتا ہے۔''

قرآنِ مجید روزِ قیامت قارئین کے لیے سفارشی بن کر آئے گا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ)) ❶

''قرآن حکیم کو پڑھا کرو، یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کرنے والے کی حیثیت سے آئے گا۔''

تلاوت قرآن انسان کو بہت عظیم بنا دیتی ہے، اس بات کا اندازہ اس حدیث نبوی سے لگایا جا سکتا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)) ❷

''جو قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے، اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔'' (ایک تلاوت کا اور دوسرا مشقت کا۔)

تیسرا حق: قرآن حکیم کی تلاوت کرنا:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ﴾

(البقرہ: ۱۲۱)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۷٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸٦۲.

''جنہیں ہم نے کتاب دی، اور وہ اسے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں، پس یہی لوگ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے تو ایسے لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ جب مشرکین کے سامنے قرآن کریم کی ان آیات کی تلاوت فرماتے جن میں توحید الہ العالمین کا اثبات اور شرک کی تردید ہوتی، تو وہ استہزاء آپ سے کہتے کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن پڑھو جس میں ہمارے معبودانِ باطلہ کی عیب جوئی نہ ہو، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾﴾ (یونس: ۱۵)

''اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں۔ یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اس میں ترمیم کر دیجیے۔ آپ یوں کہہ دیجیے کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں۔ پس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔''

آدابِ تلاوت:

آدابِ تلاوت میں سے ہے کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل: ٤)

''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کیجیے۔''

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ضروری امر ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾ ﴾ (النحل: ٩٨)

''قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت جو خیر وبرکت واخلاقِ عالیہ کا سرچشمہ ہیں، ان میں غور وفکر اوران سے نصیحت حاصل کرنا بھی تلاوت قرآن کا ادب ہے، اس لیے امہات المؤمنین کو حکم دیا گیا:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٣٤)

''اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی جن آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبردار ہے۔''

تلاوت قرآن کا تقاضا وادب ہے کہ اس پر عمل کیا جائے ، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن پڑھ کر عمل نہ کرنے والوں کو یوں جھنجھوڑا:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٤٤﴾ ﴾ (البقرہ: ٤٤)

''کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو، اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟''

چوتھا حق: قرآن حکیم کی تعلیمات کولوگوں تک پہنچانا:

قرآن کریم میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ،

رحمت کا ذریعہ اور جنت کی خوشخبری لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم تھا کہ اس پیغام اور امانت کی تعلیم کو عام کریں اور لوگوں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾﴾

(النحل: ۸۹)

''اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔''

اللہ رب العالمین نے اپنی نازل کردہ کتاب کے احکامات چھپانے اور بیان نہ کرنے والوں کی مذمت میں یوں فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾﴾ (البقرہ: ۱۵۹)

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس آیت میں ان لوگوں کے لیے شدید وعید ہے، جو انبیاء ورسل کے ذریعہ بھیجی گئی ہدایت و رہنمائی کو لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ یہ آیت اگرچہ یہود و نصاریٰ کے ان علماء کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے نبی کریم ﷺ

کی صداقت کی نشانیوں کو چھپایا تھا، لیکن اس کا حکم عام ہے، ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ حق کی نشانیوں کو چھپائے گا، وہ اس وعید میں شامل ہوگا۔ کتمانِ حق اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور کر دیتا ہے، اور ساری دنیا کی لعنت ان پر برسنے لگتی ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۸، ۸۹)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَـنْ كَتَمَ عِلْمًا يَعْلَمُهُ ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَّارٍ .)) [1]

'' جو شخص علم کو چھپاتا ہے، روزِ قیامت آئے گا، اسے آگ کی لگام پہنا دی جائے گی۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ ﴾ (البقرہ: ۱۷٤)

''جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہیں، اور اس کام کے عوض تھوڑا سا دنیاوی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

قرآن کے مخاطب لوگ اگرچہ جیسے بھی ہوں بہر حال اس کا وعظ کرتے رہیں۔

جو لوگ اللہ کے احکامات پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں، اللہ رب العزت ان کے

[1] مسند احمد: ۲/ ٤۹۹، شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ ﴾ (الاحزاب: ۳۹)

''یہ سب لوگ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے تھے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لیے کافی ہے۔''

قرآن مجید کی تعلیم دینے دلانے میں ہی خیر ہے، چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) [1]

''تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔''

پانچواں حق: قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن حکیم پر عمل کرتا ہے، اسے ہدایت سے نواز دیا جاتا ہے۔

﴿ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ ﴾

(المائدہ: ۱۵، ۱۶)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم: ۵۰۲۷.

''اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے جو تمہاری ان بہت سی باتوں کی وضاحت کر دیتا ہے جو تم کتاب سے چھپا جاتے ہو، اور بہت سی باتوں کو چھوڑ بھی دیتا ہے۔ اب تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آ چکی ہے، اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں، سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے، اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن پر عمل اور اس کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵ ﴾

(الزمر: ۵۵)

''اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔''

اور جو کوئی قرآن کی ہدایات کو سن کر منہ پھیر لیتا ہے، ایسے شخص سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ ﴾ (لقمان: ۷)

''گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے، اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔''

یاد رہے کہ جن اہل حق نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کو ایک جانا، انبیائے کرام کی تصدیق کی اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل کیا، ان کی منزل جنت ہوگی، اور جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قیامت کے دن وہ کسی طرح بھی جان بر نہ ہو سکیں گے اور جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰىؔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۸﴾ (الرعد: ۱۸)

''جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کی، ان کے لیے بھلائی ہے، اور جن لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اگر ان کے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ ہو اور اس کے ساتھ ویسا ہی اور بھی ہو تو وہ سب کچھ اپنے بدلے میں دے دیں۔ یہی ہیں جن کے لیے حساب کی سختی ہے اور جن کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ ، وَالَّذِيْ لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيْحَ لَهَا .)) [1]

''جو ایماندار آدمی قرآن پڑھتا اور اس پر عمل بھی کرتا ہے، وہ ترنج (مالٹا) کی طرح ہے، اس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا صرف اس پر عمل کرتا ہے، وہ کھجور کی طرح ہے، جس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی، اور جو فاجر قرآن پڑھتا ہے وہ بال چھڑ کے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے، اور مزہ تلخ ہوتا ہے،

[1] صحیح بخاری ، کتاب التوحید ، رقم : ۷۵۶۰.

اور جو فاجر قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی طرح ہے جس کا مزہ بھی تلخ ہے اور بو بھی خراب ہے۔''

چھٹا حق: قرآن حکیم کے مطابق فیصلہ کرنا:

قرآنِ حکیم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم فرمایا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ١٠٥؁﴾

(النساء: ۱۰۵)

''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے، اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔''

مزید برآں یہ کہ آپ ان کے درمیان صرف قرآن کے ذریعہ فیصلہ کریں، اور حق سے انحراف کر کے گزشتہ اہل ادیان کی خواہشات کی پیروی مت کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدہ: ۴۸)

''پس آپ اُن کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیجیے جو اللہ نے (آپ پر) نازل کیا ہے، اور آپ کے پاس جو حق آ چکا ہے اُسے چھوڑ کر، اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے۔''

تورات میں بھی ہدایت اور نور تھا، اسی کے مطابق پہلے انبیاء اور صلحاء اُمت فیصلے کیا کرتے تھے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾

(المائدہ: ٤٤)

"بلاشبہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق اللہ کے فرمانبردار نبی ان لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے جو یہودی بن گئے تھے اور اللہ والے علماء بھی، کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے گئے تھے، اور وہ اس پر گواہ بھی ہیں، پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو، اور میری آیات کو حقیر سے معاوضہ کی خاطر بیچ نہ کھاؤ۔ اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو یہی لوگ کافر ہیں۔"

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: "امام مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآنِ کریم میں اس معنی کی تینوں آیتیں کفار کے بارے میں ہیں۔ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں بنوقریظہ اور بنونضیر کے یہودیوں کے بارے میں ہیں، لیکن ان میں بیان کردہ حکم مسلمانوں کو بھی شامل ہے، اس لیے قرآنِ کریم میں بیان کردہ احکام میں ہمیشہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے، خصوص سبب کا نہیں۔ یعنی اگرچہ ان میں بیان کردہ احکام کفار یا یہود کے بارے میں نازل ہوئے، لیکن وہ احکام اب مسلمانوں کو بھی شامل ہیں۔" (تیسیر الرحمٰن، ص: ۳۴۷)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انجیل والے بھی اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا کریں:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ ﴾

(المائدہ: ٤٧)

''اور جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ فاسق ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی گندی اور گھٹیا حرکتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب فیصلے کا وقت ہو تو یہ اللہ کی شریعت کے بجائے طاغوت کی طرف جانا پسند کرتے ہیں، آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۝٦١ ﴾

(النساء: ٦١)

''ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ کلام اور رسول کی طرف آؤ، تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے رک جائیں گے۔''

ایک جگہ یہودیوں کو ڈانٹ پلائی، اس لیے کہ تورات میں یہ نص موجود تھی کہ جان کے بدلے جان لی جائے گی، لیکن انہوں نے جان بوجھ کر اس کی مخالفت کی اور نضری کے بدلے قرظی کو قتل کیا، اور قرظی کے بدلے صرف دیت پر اکتفا کیا۔ اس طرح شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم تورات میں پہلے موجود تھا، لیکن انہوں نے تورات میں تحریف کر کے کوڑے لگانے، منہ کالا کرنے اور گدھے پر بٹھا کر تشہیر کرنے پر اکتفا کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ رجم والی آیت کی تحریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا وہ کافر ہوگا۔ اس لیے کہ وہاں انہوں نے جان بوجھ کر اللہ کے حکم کا انکار کر دیا تھا اور یہاں انہیں ظالم کہا گیا، اس لیے کہ انہوں نے مظلوم کے ساتھ انصاف نہیں کیا، چنانچہ فرمایا:

﴿ وَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنۡ

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾

(المائدہ: ٤٥)

''اور ہم نے یہودیوں کے ذمے تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک، اور کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہیں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''گویا انسان اس بات کا مکلّف ہے کہ وہ احکاماتِ الٰہی کو اپنائے، اس کے مطابق فیصلے کرے اور زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بارگاہ الٰہی میں ظالم متصور ہوگا، فاسق متصور ہوگا اور کافر متصور ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے تینوں لفظ استعمال کر کے اپنے غضب اور ناراضگی کا بھرپور اظہار فرما دیا۔ اس کے بعد بھی انسان اپنے خود ساختہ قوانین یا اپنی خواہشات ہی کو اہمیت دے تو اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہوگی؟'' (احسن البیان، ص: ٣٠٥)



باب نمبر:۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

پہلا حق: صحابہ کرام سے دل و جان سے محبت کرنا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا ایمانی فرائض میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق فرمایا:

((وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ: حُبُّ الْأَنْصَارِ .)) [1]

''مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ انصار سے محبت کرے۔''

اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِیُّ الْأُمِّیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَیَّ: " أَنْ يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .)) [2]

''قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار مخلوقات کو پیدا فرمایا، یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ مجھ سے مومن محبت کرے گا، اور منافق بغض رکھے گا۔''

ذیل کی آیت میں یہ بات بیان کی جارہی ہے کہ اہل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۳۵ .

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۴۰ .

مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

(المجادلہ : ۲۲)

''اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے، بے شک اللہ قوی (توانا) غالب ہے۔ تم ان لوگوں کو نہ پاؤ گے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کی تائید اپنی نصرت خاص سے مدد کی ہے، اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اس اللہ سے راضی ہوئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔''

دوسرا حق: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی طرح ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ﴾ (الحجرات: ۷،۸)

''اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ عموماً تمہارا کہا مانتے رہتے تو تم مشکل میں پڑ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر کو اور بدکاریوں کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں، اللہ کے احسان وانعام سے اور اللہ دانا اور باحکمت ہے۔''

''مذکورہ بالا آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں شہادت دی کہ درحقیقت یہی لوگ راہِ حق پر چلنے والے، اور اس پر شدت کے ساتھ قائم رہنے والے ہیں۔ صحابہ کرام پر محض اللہ کا فضل وکرم تھا کہ اس نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی، اور کفر ومعصیت کی نفرت پیدا کر دی، اور خوب جانتا ہے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے اور کون بُرا۔ اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۴۴۹، ۱۴۵۰)

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ''بیعت رضوان'' کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا اور خوشنودی کی خوشخبری دی، ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ ﴾ (الفتح: ۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا، اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

ذیل کی آیت کریمہ میں ''الناس'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مومنین و

صادقین ہیں کیونکہ انسانوں کی بہترین صفات اور اعلیٰ اخلاق ان میں پائے جانے کی وجہ سے حقیقت میں وہی لوگ ''آدمی'' تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾﴾ (البقرۃ: ۱۳)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف لائے ہیں، خبردار! یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔''

ذیل کی آیت کریمہ میں یہ بات بیان کی جارہی ہے کہ جو کوئی بھی حق واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کی راہ یعنی دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے راہ کو اپنائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُسے اسی مخالفت رسول اور عدم اتباع اسلام کی راہ پر چھوڑ دے گا، بلکہ اس کی نگاہوں میں اس کی اس روش کو خوبصورت اور عمدہ بنا دے گا یہاں تک کہ جہنم میں جا گرے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ (النساء: ۱۱۵)

''جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی نافرمانی کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو، اور ہم اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ بری جگہ ہے۔''

اہل کتاب یعنی یہود سے کہا گیا کہ اگر وہ مسلمانوں کے ایمان کی طرح ایمان لے آئیں، اسی ایمان سے متصف ہو جائیں تو وہ لوگ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

''اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو سخت اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مَنْ بَعْدِي، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [1]

''تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اپناؤ، اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

((إِقْتَدُوا بِاللَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ، أَبِيْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.)) [2]

[1] سنن ترمذی، ابواب العلم، رقم: ۲۶۷۶، سنن ابن ماجه، مقدمة باب اتباع سنة الخلفاء، رقم: ۴۲، مسند احمد ۴/ ۱۲۶، سنن ابی داؤد، كتاب السنة، رقم: ۴۶۰۷، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ الارواء، رقم: ۲۴۵۵.

[2] سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۱۲۳۳.

''میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر وعمر کی اقتداء کرنا، اور عمار کی سیرت کو اپنانا اور ابن مسعود کی بیان کردہ احادیث کو مضبوطی سے تھام لینا۔''

تیسرا حق: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت واحترام کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَکْرِمُوْ بِاَصْحَابِیْ فَإِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ)) [1]

''تم میرے صحابہ کی عزت کرو بلاشبہ وہ تمہارے بہترین لوگ ہیں۔''

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِیْ ، فَلَوْ أَنَّ اَحَدَکُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ)) [2]

''تم میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، پس اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ کی مثل سونا بھی خرچ کر دے تو پھر بھی وہ صحابہ کے ایک مد (۶۵۰ گرام) اور اس کے نصف کو نہیں پہنچ سکتا۔''

چوتھا حق: اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت وبخشش کی دعا کرنا:

مہاجرین اوّلین اور انصار مدینہ کے بعد آنے والے مومنوں کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اپنے ساتھ اپنے تمام گزشتہ اہل ایمان واسلام بھائیوں کے لیے بھی دعا کرتے ہیں، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صفت ایمان میں مشارکت کی وجہ سے مومنین ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، ایک دوسرے سے

---

[1] مصنف عبد الرزاق رقم : ۲۰۷۱۰ ، السنن الکبری للنسائی ، کتاب عشرة النساء، رقم : ۹۲۲۲ ،شیخ البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ هداية الرواة رقم : ۵۹۵۷ .

[2] صحیح بخاری ، کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم : ۳۶۷۳، صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابه ، رقم : ٦٤٨٧ .

محبت کرتے کرتے ہیں، اسی لیے تو دعا کے آخری حصہ میں ''دل میں کھوٹ'' کی نفی کی گئی ہے، جس کی ضد ''آپس میں محبت'' ہے۔

صحابہ کرام کے ذکر کے بعد دعا میں '' الذین سبقونا بالایمان'' کا قول اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت میں مذکور مومنوں سے مراد وہ اہل سنت والجماعت ہیں جن کا ایمان وعقیدہ صحابہ کرام جیسا ہوتا ہے، اور جو صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص:۱۵۶۶)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰ ﴾

(الحشر: ۱۰)

''اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان والوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑی شفقت والا اور بڑی و مہربانی کرنے والا ہے۔''



باب نمبر:٦

اہل علم کے حقوق

پہلا حق: نرم لہجے سے بات کرنا:

اہل علم سے نرم لہجے میں گفتگو کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ؀ۧ﴾ (لقمان: ١٩)

"اپنی رفتار میں میانہ روی کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً بد سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔"

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)) [1]

"نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے زینت بخشے گی، اور اسے جس چیز سے نکال دیا جائے وہ اسے بدنما کردے گی۔"

٢۔ اہل علم کا احترام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يَجُلَّ كَبِيرَنَا ، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا .)) [2]

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة باب فضل الرفق ، رقم: ٦٦٠٢.

[2] مسند احمد ٥/ ٢٣٢٣، شیخ شعیب الارناؤط نے اسے "صحیح لغیرہ" کہا ہے۔

''وہ شخص میری امت میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کا انتہائی احترام کرتے، ایک مرتبہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار ہیں، آپ نے فرمایا: اے معاذ! آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: ((اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ)) ''اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔'' [1]

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم کا احترام کرنا ان کا حق ہے۔

۳۔ اہل علم کی صحبت اختیار کرنا:

اہل علم اور طلبہ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ کو فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الكهف : ٢٨)

''اے نبی! اپنے آپ کو ہمیشہ ان کے ساتھ رکھیے جو صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی رضا جوئی کے خواستگار رہتے ہیں۔''

۴۔ اہل کی طرف طلب علم کے لیے سفر کرنا:

اہل علم کی طرف طلب علم کی خاطر سفر کرنا بڑا بابرکت ہے۔ سیّدنا کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آنے والا آیا، اور کہنے لگا: اے ابو درداء! میں مدینۃ الرسول سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، کسی دنیاوی منفعت کے لیے نہیں، بلکہ میرا مطمع نظر وہ حدیث حاصل کرنا ہے جو آپ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، تو اس وقت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[1] صحيح بخاري ، كتاب الجهاد والسير ، رقم: ٢٨٥٦ .

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو کوئی حصولِ علم کے لیے کسی راستہ میں چلتا ہے، وہ جنت کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔'' [1]

ایک مرتبہ مسجد نبوی کے صحن میں مجلس لگی ہوئی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے امام، دوزانوں بیٹھے ہیں، ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ کو بلوایا ہے، امام صاحب جواب دیتے ہیں کہ علم کے پاس لوگ آتے ہیں، علم لوگوں کے پاس نہیں جاتا۔

((اَلْمُلُوكُ عَلَى بَابِ الْعُلَمَاءِ ، لَا الْعُلَمَاءُ عَلَى بَابِ الْمُلُوْكِ .))

ہارون الرشید خود حاضر ہوتا ہے۔ کسی نے کہا خلیفۃ المسلمین آ رہے ہیں اگر تخلیہ فرمائیں تو بہتر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کسی شخصی منفعت کی خاطر افادۂ عام کا خون نہیں کیا جا سکتا۔''



[1] سنن ابو داؤد ، کتاب العلم ، رقم: ٣٦٤١ ، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

باب نمبر: ۷

مسلمانوں کے حقوق

پہلا حق: السلام علیکم کہنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَـدْخُـلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُوْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُوا، أَوَلَا أَدُلُّـكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَـلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.)) [1]

''تم جنت میں نہیں جاسکتے تاوقتیکہ پورے مؤمن نہ ہو جاؤ، اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت اور یگانگت پیدا ہو جائے (وہ یہ ہے کہ سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝﴾ (النساء: ٨٦)

''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٥٤.

((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا)) ❶

''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو چاہیے کہ اسے سلام کرے، پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملنا ہو تو پھر سلام کہنا چاہیے۔''

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین چیزیں ہیں جو شخص انہیں اکٹھا کرے اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

((اَلْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْأَقْتَارِ)) ❷

''اپنے آپ سے انصاف کرنا، اور سب لوگوں کو سلام کہنا، اور تنگی کی حالت میں خرچ کرنا۔''

دوسرا حق: دعوت قبول کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ ، قِيلَ: مَا هُنَّ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهُ فَشَمِّتْهُ ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ ، وَإِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ)) ❸

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: جب تیری اس سے

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الادب رقم: ٥٢٠٠، سلسلة الصحیحة رقم: ١٨٦.

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ٢٨.

❸ صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ٥٦٥١.

ملاقات ہو تو اسے سلام کہو، جب دعوت پر مدعو کرے تو دعوت قبول کرو، جب نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرو، چھینک مار کر ”الحمد للّٰہ“ کہے تو اس کے جواب میں تم ”یرحمك اللّٰہ“ کہو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔“

جو کسی کی دعوت قبول نہیں کرتا اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) [1]

”جس نے دعوت ولیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

تیسرا حق: مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا:

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ ، وَلِرَسُوْلِهِ ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) [2]

”اللہ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے حکمرانوں سے اور عام مسلمانوں سے۔ (دین خیر خواہی ہے)۔“

چوتھا حق: مریض کی عیادت کرنا:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ)) [3]

”بے شک مسلمان جب اپنے مریض مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے وہ اتنی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ٣٥٢٢.
[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٩٦.
[3] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة رقم: ٦٥٥٢.

دیر جنت کے باغوں سے خوشہ چینی کرتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرزند آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی۔ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے مالک و پروردگار! میں کیسے تیری تیمارداری یا بیمار پرسی کرسکتا تھا تُو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا، تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خیریت اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: میں تجھے کیسے کھانا کھلاسکتا تھا تُو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے اس کو کھانا نہیں دیا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم! میں نے پینے کے لیے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: میں تجھے پانی کیسے پلاتا؟ تُو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے اس کو نہیں پلایا۔ سن! اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ [1]

پانچواں حق: مسلمان چھینکنے والا ''الحمد لله'' کہے تو ''یرحمك الله'' کہنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

((رَدُّ السَّلَامِ ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٥٦.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ١٢٤٠، صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ٢١٦٢.

''سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے والے پر ''یرحمک اللہ'' کہہ کر اس کے لیے دعائے رحمت کرنا۔''

چھٹا حق: جنازہ پڑھنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جنازے میں شرکت کی، اور نماز جنازہ پڑھی، تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے، اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا:

((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ)) [1]

''دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔''

ساتواں حق: صلہ رحمی کرنا:

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ، يَلْتَقِيَانِ ، فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا ، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَاءُ بِالسَّلَامِ)) [2]

''کسی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو تین راتوں سے زیادہ (عرصہ کے لیے) چھوڑ دے (یعنی اس سے روٹھا رہے) ایسے کہ وہ دونوں ملیں تو ایک ادھر منہ پھیر لے، اور دوسرا اُدھر منہ پھیر لے، تو ان دونوں میں بہتر سلام کے ساتھ ابتدا کرنے والا ہے۔''

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوا ،

[1] صحيح بخاري ، كتاب الجنائز ، رقم : ١٣٢٥ .

[2] صحيح بخاري ، كتاب الادب ، رقم : ٦٠٧٧ .

وَلَا تَـجَسَّسُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) ❶

”بدگمانی سے بچو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، لوگوں کے عیوب کی جستجو نہ کرو، لوگوں کی بات کی ٹوہ میں نہ رہو، حرص نہ کرو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض وعداوت نہ رکھو، آپس میں قطع رحمی نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرح بھائی بھائی بن کر رہو۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِـعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ! إِخْوَانًا، اَلْـمُسْـلِمُ أَخُوْ الْمُسْلِمَ، لَا يَظْلِمُهٗ، وَلَا يَخْذُلُهٗ، وَلَا يَحْقِرُهٗ، التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰـى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّـرِّ أَنْ يَـحْـقِـرَ أَخَـاهُ الْـمُسْـلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهٗ وَمَالُهٗ وعِرِضُهٗ)) ❷

”آپس میں حسد نہ کرو، دوسرے کی بولی پر بغیر نیت خرید کے بولی نہ بولو، آپس میں بغض وعداوت نہ رکھو، آپس میں قطع رحمی نہ کرو، کسی دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ پیش کرو، اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کو حقیر سمجھے، تقویٰ یہاں ہے۔ آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا: آدمی کے لیے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر

---

❶ صحيح بخاری كتاب الادب، رقم: ٦٠٦٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة رقم: ٦٥٤١.

مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو حرام ہے۔''

اللہ رب العالمین نے کائنات کو ایک ہی رشتہ بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① ﴾ (النساء: ۱)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ، ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ .))[1]

''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت جیسا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہیے)۔''

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))[2]

---

[1] صحیح بخاری ، کتاب الادب، رقم: ٦٠٢٦ ، صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم: ٦٥٨٥ .

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب ،رقم : ٥٩٨٤ ، صحیح مسلم ،کتاب البر والصلة، رقم : ٦٥٢٠ .

''جنت میں قطع رحمی کرنے والا نہ جا سکے گا۔''

آٹھواں حق: دکھ تکلیف نہ پہنچانا:

سیدنا ابوحرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) [1]

''جس نے کسی مسلمان کو ضرر پہنچایا، اللہ تعالیٰ اسے ضرر دے گا، اور جس نے کسی مسلمان کو مشقت میں مبتلا کیا، اللہ تعالیٰ اسے مشقت اور مصیبت میں مبتلا فرمائے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ کسی کو پتہ نہیں شاید شیطان اس کے ہاتھ سے تلوار کھینچ لے اور وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ ، كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [3]

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (اس لیے) نہ تو خود اس پر ظلم وزیادتی

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب القضاة، رقم ٣٦٣٥، سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ١٩٤٠، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم: ٧٠٧٢، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٦٠٧.

[3] صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ٢٤٤٢، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٥٨٠.

کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لیے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت دور کریں گے، اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کا آپس میں گہرا تعلق ان الفاظ میں بیان فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ ، اِنِ اشْتَکَتْ عَیْنُهٗ ، اِشْتَکٰی کُلُّهٗ ، وَاِنِ اشْتَکٰی رَأْسُهٗ ، اِشْتَکٰی کُلُّهٗ)) [1]

''تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا بدن تکلیف میں مبتلا رہتا ہے، یا سر میں تکلیف ہوتی ہے، تو تب بھی پورا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

نواں حق: عزت وآبرو کی حفاظت کرنا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ)) [2]

''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے، اور اسے ناحق قتل کرنا کفر ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں میں سے کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز قیامت کی سختیوں میں سے اس کی کوئی سختی دور فرما دے گا، اور جو کوئی کسی تنگ دست کے لیے

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم : ٦٥٨٩ .

[2] صحیح بخاری ، کتاب الایمان ، رقم : ٤٨ ، صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، رقم : ٦٤ .

دنیا میں آسانی پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا اور فرمایا:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ، سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ))❶

''جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ ، رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))❷

''جس شخص نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے کو آتشِ جہنم سے محفوظ رکھے گا۔''

دسواں حق: مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرنا:

اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جسے وہ پسند نہیں کرتا، چنانچہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں غیبت سے بایں الفاظ منع فرمایا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعا، رقم: ٢٦٩٩ .

❷ سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، رقم: ١٩٣١، مسند احمد، ٦/ ٤٤٩، ٤٦١، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔غاية المرام (٤٣١ .

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ (الحجرات : ١٢)

''اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تمہیں اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی لکھتے ہیں ''آیت میں غیبت کو مُردے کا گوشت کھانے سے اس لیے تشبیہ دیا گیا ہے کہ جس طرح مردے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کا گوشت کھا رہا ہے، اسی طرح غیبت کیے جانے والے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی عیب جوئی کر رہا ہے۔

آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ آدمی کی عزت اس کے گوشت کی مانند ہے، جس طرح اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اسی طرح اس کی عزت کے بارے میں بات کرنی بھی حرام ہے۔ اور مقصود غیبت سے نفرت دلانی ہے، کیونکہ انسانی طبیعتیں آدمی کا گوشت کھانے سے نفرت کرتی ہیں۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص:۱۴۵۳)

گیارہواں حق: اللہ کے لیے محبت کرنا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

((مَـا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصافَحَانِ ، إِلَّا غفرلهما قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا)) [1]

''جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔''

---

[1] سنن ترمذی، كتاب الاستيذان، باب ما جاء في المصافحة ، رقم: ٢٧٢٧ ، سنن ابی داؤد، كتاب الادب ، رقم : ٥٢١٢ ، سلسلة الصحيحة ، رقم : ٥٢٥ .

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادُهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى)) ❶

''ایمان والوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور شفقت و مہربانی میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضاء بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریکِ حال ہو جاتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَانِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ)) ❷

''کہ میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں، اور میری وجہ سے مل کر بیٹھیں، اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں، اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔''

بارہواں حق: مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے، مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے، اور فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦٠١١.

❷ مؤطا، کتاب الشعر، رقم: ١٦، مسند احمد، ٥/ ٢٣٣، ٢٤٧، شیخ شعیب الارناؤط نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((وَلَا یَحْقِرُهٗ ، التَّقْوٰی هٰهُنَا ، وَیُشِیْرُ إِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ یَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ، دَمُهٗ وَمَا لُهٗ وَعِرْضُهٗ)) ❶

''اور اسے حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے، پھر آپ نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے قابلِ احترام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے، اور بلند آواز سے فرمایا کہ:

((یَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ یُفْضِ الْإِیْمَانُ إِلٰی قَلْبِهٖ ، لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ ، فَإِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِیْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحُهُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ)) ❷

''اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح نہیں اترا۔ مسلمانوں کو ستانے اور عار دلانے اور شرمندہ کرنے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، ورنہ اللہ بھی اسے رسوا کرے گا جو کسی مسلمان کو (اس کے عیب تلاش کرکے) رسوا کرے گا اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٤١، صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ٢٤٤٢.

❷ سنن ترمذی، کتاب البر، رقم: ٢٠٣٢، سنن ابوداؤد کتاب الادب، رقم: ٤٨٨٠. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

باب نمبر:۸

والدین کے حقوق

پہلا حق: والدین کا ادب واحترام کرنا:

والدین کا ادب واحترام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا، وہاں والدین کے ادب واحترام کو بڑا درجہ عنایت فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرک ہونے کی حالت

میں قریش سے مصالحت کے زمانہ میں میرے پاس آئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار ہیں، کیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) [1]

''ہاں (اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو)۔''

دوسرا حق: والدین کا حکم ماننا:

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق میں اس قدر اطاعت گزار رہنے کا حکم دیا ہے کہ اگر وہ شرک کے علاوہ کسی اور چیز کا جو حکم دیں تو اس کو ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (لقمان: ١٤، ١٥)

''ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑوائی دو برس میں ہے، یہ کہ تم میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو، میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو، تو ان کا کہنا نہ مان، ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو پھر میں اس سے تمہیں خبردار کروں گا۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الهبة، رقم: ٢٦٢٠.

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (التوبة: ٢٣)

''اے ایمان والو! اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق نہ بناؤ، اگر وہ لوگ ایمان کے خلاف کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾

(المجادله: ٢٢)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کی اپنی تائید سے مدد کی ہے، اور وہ انہیں (ان) جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا

گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔‘‘

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ)) ❶

’’یقیناً اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کردی ہے۔‘‘

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ)) ❷

’’اللہ کے ساتھ شریک کرنا، کسی بندے کو ناحق قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی و ایذاء رسانی، اور جھوٹی گواہی دینا۔‘‘

تیسرا حق: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ ، بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ)) ❸

’’باپ کی خدمت اور حسن سلوک کی ایک اعلیٰ قسم یہ ہے کہ اس کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ تعلق رکھا جائے، اور باپ کی دوستی و محبت کا حق ادا کیا جائے۔‘‘

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی ذلیل ہو، خوار ہو، رسوا ہو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٤٧٣، صحیح مسلم، کتاب الاقضیه، رقم: ٤٤٨٦.
❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٥٩٧٧، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٢٦١.
❸ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥١٥.

((مَـنْ أَدْرَكَ أَبَـوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) [1]

''وہ بدنصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک ہی کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، پھر (اسے خوش کر کے) جنت حاصل نہ کرے۔''

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ ﴾

(الانعام: ۱۵۱)

''آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے: وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تمہیں اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ، اس کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٦٥١٠.

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

(البقرہ: ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نماز قائم رکھنا، اور زکوٰۃ دیتے رہنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔''

مزید برآں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾﴾

(النساء: ۳۶)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، قرابت داروں سے، یتیموں اور محتاجوں سے اور قرابت والے ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے اور مسافر سے اور جو تمہاری ملک (کنیز یا غلام) (اچھا برتاؤ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا

وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ (الاحقاف : ۱۵)

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمالِ قدرت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَضِی الرَّبِّ فِی رَضِی الْوَالِدَ، وَسُخْطُ الرَّبِّ فِی السُّخْطِ الْوَالِدَ.)) [1]

''اللہ کی رضا والدین کی رضا مندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی بھی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

چوتھا حق: والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۸۹۹، سلسلة الصحيحة: رقم: ۵۱٦.

﴿ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ ﴾

(البقرہ: ۲۱۵)

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے! جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔''

سیدنا معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے حاضر خدمت ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ آپ سے مشورہ کے لیے آیا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَالْزَمْهَا ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا)) [1]

''اس کی خدمت کو لازم پکڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔''

پانچواں حق: والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ کہا گیا کہ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

((نَعَمْ !يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) [2]

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجهاد، رقم: ۳۱۰۲. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۱۳.

''ہاں! کہ وہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے، اور وہ اُس کی ماں کو گالی دے، اور وہ اِس کی ماں کو گالی دے۔''

چھٹا حق: والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ، عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ، أَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ، يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ)) [1]

''مومن کو جس عمل یا جن نیکیوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے ان میں سے ایک تو علم ہے جسے اس نے سیکھا اور پھر اس کی اشاعت کی، دوسرا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، تیسرا وہ نسخہ قرآن جو اس نے کسی کو تلاوت کے لیے دیا، چوتھا وہ مسجد جو اس نے تعمیر کروائی، پانچواں وہ مسافر خانہ جو اس نے مسافروں کے لیے بنایا، چھٹا وہ نہر جو اس نے جاری کی، ساتواں وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت مند ہوتے ہوئے اپنے مال سے کیا، ان سب کاموں کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے پہنچتا رہے گا۔''

والدین کے لیے بایں الفاظ دعا کرے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾﴾ (ابراهيم: ٤١)

اے ہمارے رب! مجھے، میرے والدین اور مومنوں کو روزِ جزا بخش دینا۔''

---

[1] سنن ابن ماجه، مقدمه، باب ثواب معلم الناس، رقم: ٢٤٢، شیخ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔الارواء (٦/ ٢٩).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳،۲٤)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

اللہ تعالیٰ والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کا ایک نمونہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا کردار پیش کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـــًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِـهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

(مریم : ۴۲ تا ۴۷)

''جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں۔ میرے ابا جان! آپ دیکھیے، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں۔ تو آپ میری ہی مانیے، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔ میرے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آ جائیں، شیطان تو رحم و کرم والے اللہ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آن پڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔ جا، ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ، کہا: اچھا تم پر سلام ہو۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجے مہربان ہے۔''

فائدہ:......لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے اپنی براءت کا اعلان کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبۃ آیت (۱۱۴) میں فرمایا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾

''اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا صرف اُس وعدے کے سبب تھا جو انہوں نے اس سے کر رکھا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس سے اظہارِ برأت کر دیا، واقعی ابراہیم بڑے نرم دل اور بُردبار تھے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۷۷)

باب نمبر:۹

اولاد کے حقوق

پہلا حق: نیک اولاد کی دعا:

اولاد کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعائیں کرلے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس عمل کو مومنین کی صفت قرار دیا ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴾

(الفرقان: ۷۴،۷۵)

''اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔''

''حسن بصری سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بندۂ مسلم اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا مطیع وفرمانبردار دیکھے، اس سے بڑھ کر اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب اور کیا ہوسکتا ہے۔ ابن جریج نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ خویش واقارب گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرکے ہمارے لیے ننگ وعار کا سبب نہ بنیں۔'' (تیسیر الرحمن، ۱۳۰۷/۰)

والدین کا فرض ہے کہ جب انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا جائے تو اس کی نیکی کی دعائیں رب تعالیٰ سے کرتے رہیں، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ،

وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ)) [1]

''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور والد کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔''

دوسرا حق: اولاد کو قتل نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ ﴾

(الانعام: ١٥١)

''آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ، اسی کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

اللہ تعالیٰ نے ''سورۂ بنی اسرائیل'' میں اسی مضمون کو کچھ اس طرح سے بیان فرمایا کہ

﴿ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

[1] سنن ابن ماجه، ابواب الدعاء، رقم: ٣٨٦٣، سلسلة الصحيحة، رقم: ٥٩٦.

اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ (بنی اسرائیل : ٣١)

''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو مار نہ ڈالو! انہیں اور تمہیں ہم ہی روزی دیتے ہیں یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

تیسرا حق: اولاد کا اچھا نام رکھنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيْقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعْ، وَيُحْلُقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى)) ❶

''بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے گا، اور اس کا نام رکھا جائے گا، اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں گے۔''

نبی کریم ﷺ ناموں کے بارے میں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَاءِ كُمْ إِلَى اللّٰهِ: عَبْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَانِ)) ❷

''تمہارے ناموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام: عبداللہ، اور عبد الرحمان ہیں۔''

اور ایک روایت میں ''حارث'' نام کو بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ❸

چوتھا حق: اولاد کی اچھی تربیت کرنا:

اس سلسلے میں ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ سنن ابن ماجه، ابواب الذبائح، رقم: ٣١٦٥، سنن نسائی، كتاب العقيقة، رقم: ٤٢٢٥، سنن ابی داؤد، كتاب الضحايا، رقم: ٢٨٣٧، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ الارواء، رقم: ١١٦٥.

❷ صحيح مسلم، كتاب الادب، رقم: ٥٥٨٧.

❸ سلسلة الصحيحة، رقم: ٩٠٤.

جس نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں کوتاہی کی اور اس کو نظر انداز کر دیا، تو اس نے بہت بڑی غلطی کی، کیونکہ اولاد میں اکثر فساد والدین ہی کی طرف سے آتا ہے، اور اگر انہوں نے بے پرواہی سے کام لیا اور دین کے فرائض وسنن کی تعلیم نہ دی تو ایسی اولاد نہ تو اپنے آپ کو فائدہ دے سکے گی، اور نہ اپنے والدین کے لیے خیر کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ ایک باپ نے اپنے بیٹے کو اس کی بدسلوکی پر ڈانٹا تو اس نے کہا: ابو جان! آپ نے بچپن میں میرا حقِ خدمت ادا نہیں کیا تو میں نے بڑے ہو کر نافرمانی کی ہے، آپ نے مجھے بچپن میں ضائع کیا تو میں آپ کو بڑھاپے میں ضائع کر رہا ہوں۔

پانچواں حق: نماز کی تلقین کرنا:

اللہ تعالیٰ نے نماز کے حوالے سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنا دے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور ان دعاؤں کو بالخصوص قبول فرمالے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾﴾ (ابراھیم: ۴۰)

''اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ، اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مُرُوا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))[1]

''جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور اگر دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کے لیے مارو، اور انہیں الگ الگ سلاؤ۔''

[1] مسند احمد ۲/ ۱۸۱، شیخ شعب نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۠ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴾ (مریم: ٥٥)

''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے، اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھے۔''

ایسے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔

﴿ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (طه: ١٣٢)

''اپنے گھر والے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھیں، اور خود بھی اس پر پابندی کیجیے، ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود آپ کو روزی دیتے ہیں، آخرت کا انجام پرہیز گاری ہی کا ہے۔''

''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں پوری امت مراد ہے، یعنی سب لوگ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، آپ ﷺ اس حکم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ آپ سے کہا گیا ہے کہ آپ نماز کی پابندی کیجیے، اور امور دنیا میں مشغول ہوکر اس سے غافل نہ ہوجایئے۔'' (تیسیر الرحمٰن ۱/ ۹۱۵)

چھٹا حق: اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا:

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) [1]

''جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی،

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، رقم: ٥٩٩٥.

اوران کے ساتھ اس نے اچھا سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَکُوْنُ لِأَحَدٍ ثَلَاثُ بَنَاتٍ ، أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَیُحْسِنُ إِلَیْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

''جس کسی کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں، اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اسے جنت ملے گی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت کے حوالے سے ایک اچھے معاشرہ کے قیام کے لیے روشن ہدایت فرمائی۔

((مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا . فَلَیْسَ مِنَّا)) ❷

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

((مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمُ)) ❸

''جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

ساتواں حق: دین اسلام کا علم سکھلانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح الادب المفرد للالبانی ۱/ ۱۰۳ .

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۱۹، مسند احمد ۲/ ۲۰۷، سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۱۹۶ .

❸ صحیح بخاری کتاب الادب، رقم: ۵۹۹۷ .

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) [1]

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

پس والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو نیکی کی تعلیم دیں اور برائی سے بچنے کی تلقین کریں۔

آٹھواں حق: عدل ومساوات قائم کرنا:

اولاد میں عدل ومساوات کے متعلق امام بخاری ومسلم نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اورعرض کیا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو اپنا ایک غلام ہدیہ کردیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسی طرح اپنے ہر لڑکے کو ہدیہ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَارْجِعْهُ)) [2]

''تو پھر اس سے بھی واپس لے لو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ایسا سلوک اپنے تمام لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے فرمایا:

((اِتَّقُوا اللّٰهَ ، وَاعْدِلُوْا فِي اَوْلَادِكُمْ))

''اللہ سے ڈرو، اور اپنے بچوں میں عدل ومساوات کا معاملہ کرو۔''

ایک تیسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم نے اسی طرح تمام لڑکوں کو غلام دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَلَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ ، اَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُوْنُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ

---

[1] سنن ابن ماجه ، المقدمة ، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم ، رقم : ٢٢ ، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ تخريج فقه السيرة ، رقم : ٧١ .

[2] صحيح بخاری ، كتاب الهبة ، رقم : ٢٥٨٦ ، صحيح مسلم ، كتاب الهبات ، رقم : ٤١٨٦ .

سَوَاءً؟ قَالَ: بَلٰى ، قَالَ: فَلَا ، إِذًا)) ❶

''تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم و زیادتی کا گواہ نہیں بنوں گا، پھر فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ بات خوش آئند نہیں ہوگی کہ وہ سب بھی تمہارے ساتھ برابری کا حسنِ سلوک کریں؟ عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: لٰہذا تم بھی ان کے ساتھ برتاؤ میں تفریق و امتیاز نہ کرو۔''

نواں حق: اولاد کے لیے حسب استطاعت مال و دولت چھوڑنا:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ میں بیمار تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کوتشریف لائے، میں نے عرض کیا: حضور میرے پاس مال ہے، کیا میں اپنا کل مال خیرات کرنے کی وصیت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو نصف مال؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو ایک تہائی سہی، فرمایا:

((وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ، إِنَّكَ اَنْ تَدْعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيرٌ مِنْ أَنْ تَدَعُهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِي أَيْدِيْهِمْ ، وَاِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِي إِمْرَأَتِكَ ، وَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ)) ❷

''خیر! مگر تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر مرو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مرو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں، اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے وہ تمہارے واسطے صدقہ (ثواب) ہے حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، اور امید تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (تم کو زندہ رکھے گا، اور) تمہارے ذریعہ سے کسی کو نفع اور کسی کو ضرر پہنچائے گا۔''

❶ صحيح بخاري، كتاب الشهادات، رقم: ٢٦٥٠، صحيح مسلم، كتاب الهبات، رقم: ٤١٨، ٤١٨٥.

❷ صحيح بخاري، كتاب الوصايا، رقم: ٢٧٤٢.

باب نمبر:۱۰

حقوقِ زوجین

(ا) خاوند کے حقوق (بیوی کے فرائض)

پہلا حق: خاوند کو خوش رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۸﴾

(البقرہ: ۲۲۸)

”عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ‘ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے، اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔“

اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَ رَمَضَانَ، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا، اُدْخِلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ))

''جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے اس کو خوش رکھے تو قیامت کے دن اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے رہیں گے، جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ یَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَیْتِهٖ إِلَّا بِإِذْنِهٖ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَیْرِ أَمْرِهٖ فَإِنَّهٗ یُؤَدِّی إِلَیْهِ شَطْرَهٗ)) [1]

''جس عورت کا خاوند گھر پر موجود ہو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے، وہ اپنے شوہر کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو صدقہ خیرات کرے گی اس کا آدھا ثواب اس کے شوہر کو ملے گا۔''

بیوی کو خاوند کے لیے آرائش وزیبائش کرنی چاہیے یہ مستحسن عمل ہے، اور مثالی بیوی وہ ہے جسے دیکھ کر اس کا خاوند خوش ہو جائے۔

دوسرا حق: خاوند کا حکم ماننا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۱۹۲، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: ۲۳۷۰.

أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ (النساء: ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، پس نیک، فرمانبردار عورتیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و عزت کی) نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ ، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَلِمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ)) [1]

''سب سے اچھی عورت وہ ہے کہ جس وقت اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، جب اسے حکم دے تو بجالائے، اپنی ذات اور مال کے بارے میں خاوند کو ناگوار گزرنے والی بات نہ کرے۔''

تیسرا حق: خاوند کے مال کی حفاظت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا ، وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا)) [2]

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے بارے

[1] سلسلة صحيحة ، رقم : ١٨٣٨ .

[2] صحيح بخاري، كتاب الجمعة ، رقم : ٨٩٣ .

میں سوال ہوگا۔‘‘

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰی تُؤَدِّی حَقَّ زَوْجِهَا)) ❶

’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر لے۔‘‘

چوتھا حق: خاوند کی شکر گزاری:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَیْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَالْیَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَیْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، قَالُوا: بِمَ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ "بِكُفْرِهِنَّ" قِیْلَ: أَیَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: یَكْفُرْنَ الْعَشِیْرَ، وَیَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰی إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَیْئًا قَالَتْ: مَا رَأَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ)) ❷

’’آج میں نے جہنم دیکھی ہے، اور اس جیسا منظر (اس سے پہلے) کبھی نہیں دیکھا، میں نے جہنم میں عورتوں کی اکثریت دیکھی‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ’’یارسول اللہ! وہ کیوں؟‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں، اگر تم کسی عورت پر زمانے بھر کے احسان بھی کر دو لیکن جب اس (عورت) کی مرضی کے خلاف (کوئی بات) ہو جائے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔‘‘

❶ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، رقم: ١٨٥٣، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٢٠٣.
❷ صحيح مسلم، كتاب الكسوف، رقم: ٢١٠٩.

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عید گاہ تشریف لے گئے، راستے میں آپ ﷺ کا گزر عورتوں پر ہوا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ . فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)) ❶

''اے عورتو! صدقہ کیا کرو، میں نے جہنم میں دیکھا ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، عورتوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم لعن وطعن بہت زیادہ کرتی ہو، اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔''

(۲) بیوی کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ)) ❷

''دنیا تمام کی تمام سامان زینت ہے، اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔''

جیسا کہ خاوند کے بیوی کے ذمہ حقوق ہیں، اس طرح بیوی کے خاوند کے ذمہ کچھ حقوق ہیں، ذیل کی سطور میں اختصاراً ان کا ذکر آرہا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فرمایا تھا کہ

((إِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) ❸

''یقیناً تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الحيض، رقم: ٣٠٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، رقم: ٣٦٤٩.

❸ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: ١٩٧٤.

پہلا حق: بھلائی کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝۱۹ ﴾ (النساء: ١٩)

''ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو' ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودو باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا)) [1]

''عورتوں کے حق میں ہمیشہ بھلائی کی وصیت قبول کرو۔''

دوسرا حق: گالی گلوچ سے اجتناب:

سیدنا حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوْهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا

[1] صحيح بخاری' كتاب احاديث الانبياء، رقم: ٣٣٣١' مسلم، كتاب الرضاع، رقم: ٣٦٤٤.

تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) ❶

"جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے، اور اس کے منہ پر نہ مارے، اور نہ اسے گالی گلوچ دے، اور گھر کے علاوہ اس سے الگ نہ رہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی عمومی حدیث:

"کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔" ❷

ایک اور حدیث میں ہے:

"وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں کو لعن وطعن کرے، فحش گوئی اور بدزبانی سے کام لے۔" ❸

تیسرا حق: اچھا سلوک کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) ❹

"وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو، اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنی بیویوں کے لیے تم میں سب سے اچھا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ

❶ مسند احمد ۵/ ۳، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، رقم: ۲۱۴۲، شیخ البانی نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٤٤.

❸ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۷، سلسلة الصحيحة، رقم: ۳۲۰.

❹ سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، رقم: ۱۹۷۷، سلسلة الصحيحة رقم: ۲۸۵.

بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(البقرہ: ۱۸۷)

''روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں، اورتم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کوتمہاری پوشیدہ خیانتوں کا علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کرتم سے درگزر فرمالیا، اب تمہیں ان سے مباشرت اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے' پھر رات تک روزے کو پورا کرو، اورعورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو، یہ اللہ کی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَعٍ ، وَإِنَّ الْعِوَجَ مَا فِى الضَّلَعِ أَعْلَاهُ ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ ، لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا)) [1]

''لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو، بلاشبہ

[1] صحيح بخاری، كتاب احاديث الانبياء، رقم: ۳۳۳۱، صحيح مسلم، كتاب الرضاع، رقم: ۳٦٤٤.

ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے، اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصے میں ہوتی ہے، اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو (سختی سے) سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر اسے یونہی چھوڑ دو گے تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔"

ایک اور روایت میں ہے:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ' لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ' فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا' اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا، وَفِيهَا عِوَجٌ' وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا)) [1]

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، تم کسی بھی صورت میں اسے سیدھا نہیں کر سکتے، اگر تم اس سے ٹیڑھی رہتے ہوئے لطف اندوز ہو گے تو تبھی اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہو، ورنہ اگر اسے سیدھا کرنے لگو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے۔"

چوتھا حق: مار پیٹ نہ کرنا:

سیدنا عبداللہ بن زمعۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْلِدْ أَحَدُكُمْ إِمْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ)) [2]

"تم میں سے کوئی یہ حرکت نہ کرے کہ صبح اپنی بیوی کو غلام باندی کی طرح مارے پیٹے، اور پھر شام کو اس سے خلوت کرنے لگے۔"

"اگر بیوی نافرمانی کرے اور شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرے، تو شوہر اسے اپنے

---

1. صحيح مسلم' كتاب الرضاع، رقم: ٣٦٤٣.
2. صحيح بخاري، كتاب النكاح، رقم: ٥٢٠٤.

حقوق یاد دلائے، اللہ کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے ڈرائے، اور اسے بتائے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اگر میں کسی کو کسی انسان کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' اور پٹائی اور طلاق کی طرف بھی اشارہ کرے، اگر اچھی ہوگی تو یہی نصیحت کافی ہوگی، ورنہ ایک بستر پر سونے کے باوجود اس سے بات کرنا اور ہمبستری بند کر دے، اور صبر کرے، یہاں تک کہ وہ نافرمانی سے باز آ جائے، اور یہ برتاؤ ایک ماہ سے زیادہ کے لیے نہ ہو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تھا، جب انہوں نے آپ ﷺ کا ایک خفیہ راز عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تھا۔ یہ برتاؤ ''ایلاء'' کی طرح چار ماہ کے لیے نہیں ہوگا۔ اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو اس کی پٹائی کرے، لیکن یہ پٹائی ایسی نہ ہو جس سے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے یا کوئی عضو بری شکل کا ہو جائے۔'' (تیسیر الرحمن، ص : ۲۵۸۔۲۵۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ۭ﴾

(النساء: ٣٤)

''اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو، انہیں وعظ و نصیحت کرو، اور بستروں میں اُن سے علیحدگی اختیار کرلو، اور انہیں مارو، پھر اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں، تو ان کے سلسلے میں کوئی اور کارروائی نہ کرو۔''

پانچواں حق: وقت دینا:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا واقعہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ نے سیدنا سلمان اور سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات

کروائی۔ سلمان رضی اللہ عنہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو دیکھا کہ ام درداء رضی اللہ عنہا سادے اور بے رونق کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ انہوں نے کہا: تم نے یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ کہا: تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا میں کسی چیز کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ ابوالدرداء آئے، ان کے لیے کھانا بنایا اور کہا: کھاؤ، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں روزے سے ہوں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔'' چنانچہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا رات آئی اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سو جاؤ، یہاں تک کہ جب رات کا آخری پہر آیا، تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: ''تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی حق ہے، اس لیے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق دو۔'' سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَدَقَ سَلْمَانُ)) [1]

''سلمان نے سچ کہا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ

''وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوڑ میں مقابلہ کیا اور جیت گئیں۔ پھر جب (کچھ عرصہ بعد ان کے) بدن پر گوشت چڑھ گیا اور وہ فربہ بدن ہوگئیں تو ایک سفر میں اسی طرح دوڑ کا مقابلہ کیا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے (یعنی جیت گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم ١٩٦٨.

((هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبَقَةَ)) ❶

''عائشہ! یہ اس جیت کا بدلہ ہے۔''

چھٹا حق: جہنم کی آگ سے بچانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝﴾

(التحریم: ٦)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم کیا جائے بجالاتے ہیں۔''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ، وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ❷

''تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اس کے متعلق اور ماتحت

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، رقم: ٣٥٧٨، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ٨٩٣، صحیح مسلم، کتاب الامارة، رقم: ١٨٢٩.

رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کے بارے میں ذمہ دار ہے، اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ خادم اپنے سید کے مال کا ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اس کے متعلقین اور ماتحت رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

ساتواں حق: بیوی پر خرچ کرنا:

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْـمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلٰی أَهْلِهٖ نَفَقَةً، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ)) [1]

''یقیناً مسلمان جب اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرتا ہے، اور اس میں وہ ثواب کی نیت رکھتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔''

''سیدنا حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوْهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرِ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) [2]

''جب تم کھانا کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور اس

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٠٠٦، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ٢٣٢٢.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب النکاح رقم: ٢١٤٢، شیخ البانی نے اسے ''حسن'' صحیح قرار دیا ہے۔

کے چہرے پر نہ مارو، اسے برا بھلا نہ کہو، اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو مگر گھر کے اندر۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

((دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهٗ عَلٰى أَهْلِكَ)) ❶

''ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام کے آزاد کرنے میں صرف کیا، ایک دینار مسکینوں پر صدقہ کیا، اور ایک دینار گھر والوں پر خرچ کیا، تو جو دینار گھر والوں پر خرچ کیا اس کا اجر سب سے زیادہ ہے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ، إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ إِمْرَأَتِكَ)) ❷

''تم اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے جو کچھ بھی کرو گے اس پر تمہیں اجر ملے گا، یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی اجر پاؤ گے جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔''

آٹھواں حق: مہر ادا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝۴﴾ (النساء: ٤)

''اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: ٩٩٥.

❷ صحيح بخارى، كتاب المغازى، رقم: ٤٤٠٩، صحيح مسلم، كتاب الوصية، رقم: ١٦٢٨.

تمہارے لیے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ پیو۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللّٰهِ، رَجُلٌ تَزَوَّجَ إِمْرَأَةً، قَضٰى حَاجَتَهُ مِنْهَا، طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا)) [1]

''اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کسی عورت سے نکاح کرے، پھر جب اپنی ضرورت پوری کرلے، تو اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی ادا نہ کرے۔''

نواں حق: بیوی کو گھر کی زینت بنانا:

بیوی کو گھر میں سہولیات مہیا کی جائیں نہ کہ ضروریاتِ زندگی کو حاصل کرنے کے لیے مشکلات میں ڈالا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳﴾ (الاحزاب: ۳۳)

''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو، اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ ہر قسم کی لغویات کو دور کردے، اور تمہیں خوب پاک صاف کردے۔''

............*

[1] مستدرك حاكم ۲/ ۱۸۲، امام حاکم نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر:۱۱

مساجد کے حقوق

پہلا حق: مساجد کی تعمیر:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) [1]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔''

دوسرا حق: مساجد میں نماز پڑھنا:

سیدنا بشیر بن حیان کا بیان ہے کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور ہم مسجد بنا رہے تھے، وہ ہمارے پاس ٹھہر گئے، سلام کیا، اور کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا، يُصَلُّ فِيْهِ، بَنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ اَفْضَلَ مِنْهُ)) [2]

''جو شخص مسجد بنائے، اور اس میں نماز ادا کی جائے، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر (گھر) بنا دیتے ہیں۔''

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ٤٥٠، صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم: ٧٤٧٠.

[2] مسند احمد ٣/ ٤٩٠، شیخ شعب الارناؤط نے کہا کہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

تیسرا حق: مساجد کو صاف رکھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی (ایک دفعہ) وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئی تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا، صحابہ نے کہا کہ وہ تو فوت ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی؟ (راوی کا کہنا ہے کہ گویا انہوں نے اسے معمولی سمجھا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو، چنانچہ صحابہ آپ کو اس کی قبر پر لے گئے، اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا:

((اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا ، وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ)) [1]

"بلاشبہ یہ قبریں اندھیروں سے بھری پڑی ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ میری دعا اور نماز کے ذریعے انہیں منور کر دیتا ہے۔"

............*

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۳۷، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۲۱۵.

باب نمبر:۱۲

اللہ پر بندے کے حقوق

جب بندہ مؤمن خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے، اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، تو رب العالمین اسے اپنے عذاب سے بچالیتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا پیغمبر خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ: لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا)) [1]

''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو بندہ شرک نہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہ کرے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ بھروسہ کر بیٹھیں گے۔''

اور ایسے ہی جب کوئی بندۂ مومن اپنے مومن بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی مدد اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ، مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، رقم: ۲۸۵٦، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱٤٤.
[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲٦۹۹.

''اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔''

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدو سامنے آیا اور آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر بولا کہ یا رسول اللہ! مجھے وہ بات بتایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ رسول اللہ ﷺ رک گئے، اور اپنے صحابہ کی طرف دیکھا، اور فرمایا کہ اسے اچھی توفیق ملی ہے، پھر اس بدو سے فرمایا کہ ذرا پھر کہنا! اس نے اپنا سوال دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهِ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، دَعِ النَّاقَةَ)) ❶

''صرف اللہ کی عبادت اور بندگی کرتے رہو، اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور صلہ رحمی کرو، یہ فرما کر اس سے کہا کہ اب ہماری اونٹنی کو چھوڑ دو۔''

❋......❋......❋

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٠٤.

باب نمبر:۱۳

ہمسایوں کے حقوق

رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق معاشرہ کے استحکام اور ترقی کا دارومدار اس پر ہے کہ معاشرے کا ہر فرد خیر اور بھلائی کے امور میں ایک دوسرے کا مددگار بنے، اور ان کا باہمی رابطہ ہمدردی ایثار اور قربانی پر مبنی ہو۔ آپ ﷺ نے اسی جذبے کو فروغ دینے کے لیے ہمسایوں کے حقوق متعین فرمائے، اور ان کے حقوق کی اتنی زیادہ اہمیت بیان فرمائی کہ وہ اپنے حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے قرابت داروں تک پہنچ گیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِی بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ)) [1]

''مجھے جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا عنقریب وہ اسے وارث بنا دیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝۳۶﴾

(النساء: ٣٦)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اچھا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٦٨٥، صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦٠١٤.

سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں، اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسائے سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت ہوں (کنیز، غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔''

جو چیز تمہیں پسند ہے، ہمسائے کے لیے بھی وہی پسند کرو، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) [1]

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ہمسائے یا اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ)) [2]

''جب تم شوربا پکاؤ، تو اس میں ذرا پانی زیادہ ڈال لیا کرو، اور اپنے ہمسایہ کا بھی خیال رکھا کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا گزر ہوا وہ کہنے لگا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانَةً يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا! قَالَ: ((هِيَ فِي النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّ فُلَانَةً يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا،

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٧٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٦٦٨٨.

وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَهُنَا تَصَدَّقُ بِالثَّوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: ((هِيَ فِي الْجَنَّةِ)) ❶

''اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کا بہت نمازیں پڑھنے، روزہ رکھنے، اور خیرات کرنے کا چرچا ہے، مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسائے کو تکلیف دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ عورت جہنمی ہے۔'' (پھر) عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ دینے، اور کم نمازیں پڑھنے میں مشہور ہے، وہ پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے، لیکن زبان سے اپنے کسی ہمسائے کو تکلیف نہیں پہنچاتی فرمایا کہ ''وہ جنتی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ)) ❷

''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو نقصان نہ پہنچائے۔''

آپ ﷺ نے ہمسائے کی عزت نفس اور اس کے گھر کے تقدس کا احترام کرنے کا حکم فرمایا:

((يَانِسَاءِ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)) ❸

''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو کوئی شے دینے میں حقارت محسوس نہ کرے، خواہ (وہ) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ، وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ)) ❹

❶ مسند احمد ۲/ ٤٤٠، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔
❷ صحيح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦٠١٨، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٧٣.
❸ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: ٦٠١٧.
❹ الادب المفرد، باب لا يشبع دون جاره، رقم: ١١٢، شیخ البانی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ مشکاة، رقم: ٤٩٩١.

''وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں (رہنے والا) پڑوسی بھوکا ہو۔''

جس شخص سے اس کے ہمسایوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے، ایسے شخص کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ میں بڑی وعید شدید آئی ہے، چنانچہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِيْ لَا يُؤْمِنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) [1]

''اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شرور و آفات سے محفوظ نہیں۔''

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) [2]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔''

اچھے ہمسائے کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی زندگی میں سعادت کا ایک رکن قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[1] صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: ٦٠١٦، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٧٢.

[2] مسند احمد ٢/ ١٦٨، سنن ترمذی، كتاب البر والصلة، رقم: ١٩٤٤، علامہ البانی نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

((مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِی الدُّنْیَا اَلْجَارُ الصَّالِحُ ، وَالْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ ، وَالْمَرْکَبُ الْهَنِیُّ)) ❶

''مسلمان کی خوش بختی اور سعادت ان چیزوں میں ہے کہ اس کے پاس وسیع مکان، نیک پڑوسی، اور آرام دہ سواری ہو۔''

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، أَوْ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْیُصَدِّقْ حَدِیْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ ، وَلْیُؤَدِّ أَمَانَتَهٗ إِذَا اؤْتُمِنَ ، وَلْیُحْسِنْ جَوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ)) ❷

''جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے، یا اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرے، تو اس کو چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچی کرے، اور جب اسے امانت پکڑائی جائے تو اسے ادا کرے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔''

اور ہمسائیوں میں سے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریبی دروازے والے کو ترجیح دی، اور دوسروں کے حقوق پر فوقیت بخشی، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

((إِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَإِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ؟ قَالَ: إِلٰی أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)) ❸

''میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے تحفہ کسے بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہے۔''

❶ مسند احمد ۳/ ۴۰۸ ، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔
❷ شعب الایمان للبیهقی رقم : ۱۵۳۳ ، شیخ البانی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔مشکاة ، رقم : ۴۹۹۰ .
❸ صحیح بخاری ، کتاب الادب ، رقم : ۶۰۲۰ .

مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث سے پڑوسیوں کے حقوق کی اہمیت پوری طرح واضح ہوتی ہے، لہٰذا ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اور ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پڑوسیوں کے حقوق احسن طریقے سے ادا کرسکیں۔ (آمین)

............*

باب نمبر:۱۴

قریبی رشتہ داروں کے حقوق

بعثت نبوی سے قبل عرب معاشرہ میں خاندانی عصبیت کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے اس عصبیت کا قلع قمع کیا، اور معاشرے کو صحت مند معاشرتی روابط، بامقصد وابستگی اور انسانی ہمدردی پر مبنی بنیادیں فراہم کیں۔ اس معاشرتی انقلاب نے تعصّبات میں الجھے ہوئے معاشرے کو ان روایات سے آشنا کردیا جو اعلیٰ انسانی اقدار پر مشتمل تھیں۔قرآن حکیم میں اہل قرابت سے حسن سلوک کی کئی مقامات پر تاکید کی گئی:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى﴾

(النحل: ۹۰)

''بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل واحسان کا حکم فرماتا ہے، اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا۔''

ذیل کی سطور میں قریبی رشتہ داروں کے حقوق کا مختصر مگر جامع بیان آرہا ہے۔

پہلا حق: صلہ رحمی کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا)) [1]

''وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادانہیں کرتا ہے جو بدلے کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے، صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۹۱.

کرے جب اس کے قرابت دار اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ، وَيُنْسَاَلَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ❶

"جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو، اور دنیا میں اس کے قدم تا دیر رہیں (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے قطعی رحمی سے بایں الفاظ منع فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾ (النساء: ١)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض کرنے لگا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِيْ وَأُحْسِنُ اِلَيْهِمْ، وَيَسُوْنَ إِلَيَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تَسِفُّهُمُ والمل وَلَا يَزَالُ معَكَ مِنَ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٥٩٨٥، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٢٣.

اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذَالِكَ)) ❶

''اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے جڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے کٹتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم نے بیان کی تو تم ان کا منہ خاک سے بھرتے ہو، جب تک تم اسی طریقے پر کاربند رہو گے اللہ تعالیٰ برابر تمہاری مدد فرماتا رہے گا۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلرَّحِمُ شَجِنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ، وَمَنْ قطعكِ قطعته)) ❷

''رشتہ عرش سے لٹکا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا، اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔''

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) ❸

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔''

سیدنا عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ ، اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) ❹

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٦٢٢٥ .

❷ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: ٥٩٨٧ .

❸ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: ٥٩٨٤ ، صحيح مسلم، كتاب البر، رقم: ٦٥٢٠ .

❹ سنن ابی داؤد، كتاب الادب، رقم: ٤٩٤١ ، سنن ترمذی، كتاب البر، رقم: ١٩٢٤ ، سلسلة الصحيحة رقم: ٩٢٢ .

''اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کھانے والوں اور رحم کا معاملہ کرنے والوں پر اللہ کی خاص رحمت ہوگی، تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) [1]

''اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ)) [2]

''رحم کا جذبہ بدبخت کے سوا اور کسی کے دل سے نہیں نکالا جاتا۔''

دوسرا حق: حسن سلوک سے پیش آنا:

اللہ تعالیٰ کا پر ارشاد ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾﴾

(النساء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، مساکین

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید، رقم: ٧٣٧٦، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم: ٦٠٣٠.

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ١٩٢٣، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ المشکاة، رقم: ٤٩٦٨، مسند احمد ٢/ ٣٠١.

قریبی ہمسائے، اور پہلو کے ہمسائے کے ساتھ، اور قریبی دوست کے ساتھ، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت میں (لونڈی، غلام) ہوں (ان کے ساتھ) بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والے، بڑ مارنے والے کو نہیں پسند کرتا۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)) [1]

''مومنین کی آپس میں مثال محبت اور مہربانی کرتے ہوئے، ایک جسم کی طرح ہے کہ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے، تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔''

تیسرا حق: عدل وانصاف کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾﴾ (النحل: ۹۰)

''اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی اور قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، اور ناشائستہ (کاموں) حرکتوں، اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٨٦.

مَعَ مَا يَدَّخِرُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)) ❶

''ظلم وزیادتی اور قطع رحمی دو جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی سزا کے ساتھ دنیا ہی میں ان کو فوری سزا بھی دیتا ہے (ان دو جرموں کے علاوہ اور کوئی ایسے جرم نہیں کہ جن کی سزا کا اللہ تعالیٰ اس طرح اہتمام کرتا ہو)۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتَ الْبَيْنِ: الْحَالِقَةُ)) ❷

''کیا میں تمہیں روزہ، زکوٰۃ اور نماز سے بھی بڑے درجے کی نیکی نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کہ ضرور! اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا کہ وہ آپس کی مصالحت ہے، اور آپس کی دشمنی ایمان کھو دیتی ہے۔''

چوتھا حق: رشتہ داروں سے تعاون کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝﴾ (النحل: ٩٠)

''اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی اور قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں، اور ظلم وزیادتی سے روکتا

---

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ٢٥١١، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٩٠٢، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٩١٩، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝۲۶ ﴾ (بنی اسرائیل : ۲۶)

''اور رشتے داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ کرنے سے بچو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲ ﴾ (النور : ۲۲)

''تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں، انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی قسم نہیں کھا لینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا، اور درگزر کر لینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔''

نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ، وَ وَصِلٌ)) [1]

''کسی مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے، اور یہی صدقہ کسی رشتے دار پر کیا

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزکاۃ، رقم : ۶۵۸، مسند احمد ۳/ ۴۰۲، سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، رقم : ۲۵۸۳، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

جائے تو اس کی حیثیت دوگنا نہ ہوجاتی ہے، ایک صدقے کی، اور دوسری صلہ رحمی کی۔''

آپ ﷺ نے محروم المعیشت اور اقرباء اور رشتہ داروں کی معاشی بحالی پر بھی زور دیا، اور معاشرے کے صاحب حیثیت افراد کو معاشی طور پر کمزور اقرباء کے اس حق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''مدینہ میں اکثر انصاریوں کے پاس کھجوروں کے باغات ہی بطور مال ہوا کرتے تھے، اور بیرحاء نامی باغ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبوب تھا، یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا، اور نبی کریم ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور (اس کنوئیں کا) پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم آیا تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''تم اس وقت تک نیکوکاری حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے۔ مجھے یہ باغ سب سے زیادہ محبوب ہے، لہٰذا میں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں، اور اس کے ثواب کا امیدوار ہوں۔ آپ نے شاباش دی اور فرمایا: یہ بڑا مفید اور فائدہ رساں مال ہے لیکن میرے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرو، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا ہی کیا جائے گا، اور حسبِ وعدہ انہوں نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔''

پانچواں حق: ایک دوسرے کو تکلیف دہ باتیں نہ کہنا اور احسان نہ جتلانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(1) صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: ۱٤٦١.

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۲۴۶ ﴾

(البقرہ: ٢٤٦)

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے، جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی، اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔''

............*

باب نمبر: ۱۵

بہن بھائیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① ﴾ (النساء: ۱)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ⑥ ﴾

(الاحزاب: ٦)

''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں، اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے

مومنوں اور مہاجرین کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں، ہاں تمہیں اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت ہے یہ حکم لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑧ ﴾

(النساء: ۸)

''اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار، اور یتیم، اور مسکین آجائیں، تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو، اور ان سے نرمی سے بولو۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا ، وَ إِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلَقٍ ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيْكَ)) ❶

''تم حسن سلوک کی کسی صورت اور کسی قسم کو بھی حقیر مت سمجھو، اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے شگفتہ روئی (خوش رو چہرے) کے ساتھ ملو، اور یہ بھی کہ تم اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: اُمُّكَ ، ثُمَّ أُمُّكَ ، ثُمَّ أُمُّكَ ، ثُمَّ اَبَاكَ ، ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ)) ❷

''کہ ایک شخص نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھ پر خدمت اور

❶ مسند احمد ۳/ ۳٤٤ ، سنن ترمذی ، کتاب البر والصلة ، رقم : ۱۹۷۰ ، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، التعلیق الرغیب ۳/ ۲٦٤ .

❷ صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم : ٦٥٠١ .

حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تمہاری ماں'' میں پھر کہتا ہوں کہ تمہاری ماں، میں پھر کہتا ہوں کہ تمہاری ماں، اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے، اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں، پھر جو ان کے بعد قریبی رشتہ دار ہوں۔''

❋......❋......❋

باب نمبر:۱۶

یتیموں کے حقوق

رسول کریم ﷺ نے معاشرے کے دیگر محروم المعیشت طبقات کی طرح یتیموں کے حقوق کا بھی تعین فرمایا تاکہ وہ بھی کسی معاشرتی یا معاشی تعطل کا شکار ہوئے بغیر زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ سکیں۔ ذیل کی سطور میں ان حقوق کا تذکرہ اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

پہلا حق: یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ۝۳۶﴾

(النساء: ۳٦)

’’اور اللہ کی بندگی کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین سے اچھا برتاؤ کرو، نیز قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار ہمسایوں، اور اجنبی ہمسایوں، اپنے ہم نشین اور مسافر، ان سب سے اچھا سلوکرو، نیز لونڈی، غلاموں سے بھی جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ اللہ مغرور اور خود پسند لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾﴾

(الضحى : ٩، ١٠)

''پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجیے، اور نہ ہی کسی سائل کو جھڑکیے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ! إِنِّی أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمِ ، وَالْمَرْأَةِ)) [1]

''اے اللہ! میں دو ضعیفوں یعنی یتیم، اور عورت کے حقوق کے غصب کرنے کا احترام کرتا ہوں۔''

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِينِ وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَ أَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾﴾

(البقرہ : ٨٣)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، اور لوگوں کو اچھی بات کہنا، نمازیں قائم رکھنا، اور زکوۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔''

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الادب، رقم: ٣٦٧٨، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠١٥.

إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾ (البقرہ: ۲۲۰)

''دنیا اور آخرت کے بارے میں، نیز وہ آپؐ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔''

دوسرا حق: مال کی حفاظت کرنا:

یتیموں کی مالی کفالت میں احتیاط اور نگرانی پر زور دیا گیا تاکہ ان کی املاک ضائع نہ ہوں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾﴾

(البقرہ: ۲۱۵)

''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے: جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰٓ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ﴿٢﴾﴾

(النساء: ٢)

''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھا نہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

جو لوگ ناحق طریق سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، ان کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾﴾ (النساء: ١٠)

''جو لوگ ناحق طریقے سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں، اور وہ البتہ دوزخ میں جائیں گے۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَٱبْتَلُوا۟ ٱلْيَتَٰمَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُوا۟ ٱلنِّكَاحَ فَإِنْ ءَانَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَٱدْفَعُوٓا۟ إِلَيْهِمْ أَمْوَٰلَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَآ إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا۟ ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَٰلَهُمْ فَأَشْهِدُوا۟ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾﴾

(النساء: ٦)

''اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے، اور آزماتے رہو، پھر اگر ان میں تم ہوشیاری، اور حسنِ تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ

کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں۔ ہاں، مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنالو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

تیسرا حق: یتیموں کی کفالت کرنا:

نبی کریم ﷺ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى)) ❶

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (پھر) نبی ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔''

دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

((اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا)) ❷

''میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے، اور آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت، اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا، اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔''



❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦٠٠٥ .

❷ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ٥٣٠٤

باب نمبر: ۱۷

محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق

اسلام نے سرمایہ دار اور خوشحال آدمی پر محتاج، غریب اور مسکین کے حقوق بھی مقرر کیے ہیں، تاکہ وہ لوگ بھی اپنی زندگی آسانی سے بسر کرسکیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝۱۸ ﴾ (الفجر: ۱۸)

''اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۶۰﴾

(التوبه: ٦٠)

''صدقے، صرف فقیروں کے لیے ہیں، اور مسکینوں کے لیے، اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے، اور ان کے لیے جن کے دل اسلام کی طرف راغب ہیں، اور گردن چھڑانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کی راہ میں مسافروں کے لیے، اللہ کی طرف سے فرض ہے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔''

قرآن حکیم میں محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق کی ادائیگی پر متعدد مقامات میں زور دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ

السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

(البقرہ: ۲۱۵)

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔''

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝﴾

(الماعون: ۱ تا ۳)

''کیا تو نے اسے بھی دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دیتا۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الروم: ۳۸)

''پس قرابت دار، مسکین، مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((اَلسَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمِلَةِ ، كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))[1]

''بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں سعی کرنے والے کی مانند ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۰۷.

باب نمبر: ۱۸

عمر رسیدہ لوگوں کے حقوق

اسلامی معاشرے میں عمر رسیدہ لوگ خصوصی مقام کے حامل ہیں۔ اس کی بنیاد اسلام کی عطا کردہ وہ آفاقی تعلیمات ہیں جن میں عمر رسیدہ لوگوں کو باعثِ برکت و رحمت اور قابلِ عزت وتکریم قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بزرگ لوگوں کی عزت وتکریم کی تلقین فرمائی، اور بزرگوں کو یہ حق دیا کہ کم عمر اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کا احترام کریں، اور ان کے مرتبے کا خیال رکھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا، یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا))[1]

''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔''

اسلامی معاشرے میں عمر رسیدہ لوگوں کو درج ذیل حقوق حاصل ہوتے ہیں:

پہلا حق: سماجی معاملات میں تکریم کا حق:

عام سماجی و معاشرتی معاملات میں بھی آپ ﷺ نے بڑوں کی تکریم کرنے کی تعلیم دی۔ سیدنا عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر پہنچے تو وہ دونوں باغات میں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے۔ (دریں اثنا) عبد اللہ بن سہل قتل کردیے گئے، تو عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے ساتھی کے معاملہ میں انہوں نے گفتگو کی تو عبدالرحمٰن نے ابتدا کی جب کہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[1] سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۱۹، ۱۹۲۱، سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۱۹۶.

((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) [1]

''بڑے کے مرتبے اور عزت کا خیال رکھو۔''

دوسرا حق: معمر افراد کی تکریم اجلال الٰہی (اللہ کی تعظیم) کا حصہ ہے:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرَ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَ إِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ)) [2]

''بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے، اور اسی طرح قرآن مجید کے عالم کی جو اس میں تجاوز نہ کرتا ہو، اور اس بادشاہ کی تعظیم جو انصاف کرتا ہو۔''

تیسرا حق: عمر رسیدہ افراد کی تکریم علامتِ ایمان ہے:

معمر افراد کی بزرگی کے باعث انہیں خاص مقام ومرتبہ عطا کیا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا)) [3]

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ پہچانے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) [4]

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٥٧٩١، صحیح مسلم، کتاب القسامة، رقم: ١٦٦٩، سنن نسائی کتاب القسامة، رقم: ٤٧١٢، سنن نسائی، السنن الکبری، رقم: ٦٩١٥.

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٨٤٣، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢١٩٥.

[3] سنن ترمذی کتاب البر والصلة رقم: ١٩٢٠، سلسلة الصحیحة، رقم: ٢١٩٥.

[4] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٩٤٣، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق (بزرگی) نہیں پہچانتا۔“

چوتھا حق: معمر افراد کا وجود باعث برکت سمجھنا:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْبَرَكَةُ فِي أَكَابِرِنَا ، فَمَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَجُلَّ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ❶

”ہمارے بڑوں کی وجہ سے ہی ہم میں خیر و برکت ہے۔ پس وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے:

((اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ)) ❷

”تمہارے بڑوں کے ساتھ ہی تم میں خیر و برکت ہے۔“

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَبْغُوْنِي ضُعَفَائَكُمْ ، فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ)) ❸

---

❶ طبرانی، المجعم الکبیر، رقم: ۷۸۹۵، ابن حبان نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے، صحیح ابن حبان، رقم: ۵۵۹.

❷ صحیح ابن حبان رقم: ۵۵۹، مسند الشهاب رقم: ۳٦، مستدرك حاكم، رقم: ۲۱۰، طبرانی، المعجم الاوسط رقم ۸۹۹۱، بيهقی، شعب الايمان، رقم: ۱۱۰۰٤، هيثمی، موارد الظمان، رقم: ۱۹۱۲، هيثمی، مجمع الزوائد ۱٥:۸، ابن حبان اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح ترمذی، کتاب الجهاد، رقم: ۱۷۰۲، صحیح ابوداؤد، کتاب الجهاد رقم: ۲۳۳٥، سنن نسائی، کتاب الجهاد، رقم: ۳۱۷۹، سلسلة الصحيحة، رقم: ۷۷۹.

"مجھے اپنے ضعیف لوگوں میں تلاش کرو، کیونکہ ضعیف لوگوں کے سبب تمہیں رزق دیا جاتا ہے، اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔"

پانچواں حق: سہولیاتِ زندگی کی فراہمی میں ترجیح کا حق:

اسلام عمر رسیدہ افراد کو زندگی کی سہولیات کی فراہمی میں ترجیح کا حق بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ حق قرآن حکیم کی درج ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے:

﴿ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ ﴾

(القصص: ٢٢،٢٤)

"اور جب وہ مدین کی طرف رخ کر کے چلے (تو) کہنے لگے: امید ہے میرا رب مجھے (منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے) سیدھی راہ دکھا دے گا، اور جب وہ مدین کے پانی (کے کنویں) پر پہنچے تو انہوں نے اس پر لوگوں کا ایک ہجوم پایا جو (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے تھے، اور ان سے الگ ایک جانب دو عورتیں دیکھیں جو (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے تھیں، (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا: تم دونوں اس حال میں کیوں (کھڑی) ہو؟ تو وہ دونوں بولیں کہ ہم (اپنی بکریوں کو) پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے (اپنے مویشیوں کو) واپس لے جائیں، اور ہمارے والد عمر رسیدہ بزرگ ہیں، سو انہوں نے دونوں (کے ریوڑ) کو پانی پلا دیا، پھر سایہ کی طرف پلٹ گئے اور عرض کیا: اے

رب! میں ہر اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے محتاج ہوں۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ عمر رسیدہ افراد کو ترجیح فراہم کرنے کی اساس فراہم کرتا ہے۔اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی بابت قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (یوسف : ۷۸)

''وہ بولے: اے عزیز مصر! اس کے والد بڑے معمر بزرگ ہیں آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو پکڑ لیں، بے شک ہم آپ کو احسان کرنے والوں میں پاتے ہیں۔''

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ برادرانِ یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کی رہائی کے لیے اپنے معمر والد سیدنا یعقوب علیہ السلام کا حوالہ دیا تھا۔

چھٹا حق: استطاعت سے زیادہ بوجھ سے استثناء کا حق:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيفَ ، وَالسَّقِيمَ ، وَالْكَبِيرَ ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ)) [3]

''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے، کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔''

گزشتہ صفحات میں دی گئی تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام معاشرے کے عمر رسیدہ

---

[3] صحيح بخاری، كتاب الاذان، رقم: ٦٧١

افراد کو کس قدر اہمیت دیتا ہے، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک، اور نرمی برتنے کی بہت زیادہ تاکید کرتا ہے۔ خصوصاً بوڑھے والدین کے ساتھ نہایت شفقت کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ؕ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

''اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ''اُف۔'' بھی نہ کہنا، اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں، اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو، اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو، اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت وشفقت سے) پالا تھا''

پس معلوم ہوا کہ دنیا وآخرت کی فلاح بزرگوں خصوصاً بوڑھے والدین کی عزت و تکریم اور خدمت میں ہے۔ اگر انسان معمر افراد کی توقیر نہیں کرتا تو آغاز میں دی گئی حدیث مبارکہ کے مصداق نبی اکرم ﷺ کے گروہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر لحظہ معمر افراد کی خدمت کریں اور ان کے حقوق ادا کریں۔



باب نمبر: ۱۹

معذوروں کے حقوق

معذور لوگ انسانی معاشرے کا وہ حصہ ہیں جو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ کوئی بھی مہذب معاشرہ معذوروں کو نظر انداز کرنے یا انہیں معاشرے میں قابل احترام مقام سے محروم رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام تکریمِ انسانیت کا علمبردار ہے۔ چونکہ معذور افراد معاشرے میں اپنی شناخت اور وقار کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں، اس لیے اسلام نے اس بارے میں خصوصی تعلیمات عطا کی ہیں۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ وہ تمام حقوق جو عام افرادِ معاشرہ کو میسر ہیں، معذور افراد بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہوئے ان حقوق کے مستحق ہیں۔ تاہم عام افراد کو میسر حقوق کے علاوہ اسلام نے معذوروں کو جو حقوق عطا فرمائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا حق: خصوصی توجہ کا حق:

اسلام نے زندگی کے معاملات میں ہر فرد کو بلا تمیز رنگ ونسل یا سماجی مرتبہ کے مساوی حیثیت عطا کی ہے۔ یہ عام معاشرتی رویہ ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے عام معاملات اور میل جول میں نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس روش کی سخت سے مذمت کرتے ہوئے نفسِ انسانیت کو مستحق عزت و وقار قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ رؤسائے مشرکین کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ اتنے میں نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسروں سے مصروفِ گفتگو ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تو اس پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ۙ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۴﴾ ﴾ (عبس : ۱، ٤)

''ان کے چہرۂ (اقدس) پر ناگواری آئی، اور رخ (انور) موڑ لیا، اس وجہ سے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا (جس نے آپ کی بات کو ٹوکا) اور آپ کو کیا خبر شاید وہ (آپ کی توجہ سے مزید) پاک ہو جاتا یا (آپ کی) نصیحت قبول کرتا تو نصیحت اس کو (اور) فائدہ دیتی۔''

ان آیاتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کے توسط سے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ:

(۱) معذور افراد دیگر افرادِ معاشرہ کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں، دوسرے افراد کو ان پر ترجیح دیتے ہوئے انہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔

(۲) عزت و وقار کے مرتبے کا تعین سماجی یا معاشرتی حیثیت کو دیکھ کر نہ کیا جائے، بلکہ اس کے لیے ذاتی کردار، تقوی، اصلاح طلبی اور نیکی کے جذبے کو معیار بنایا جائے۔

دوسرا حق: قانونِ معاشرت کے نفاذ میں استثناء کا حق:

اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشرتی زندگی کے لیے بھی قانون اور نظام عطا کیا ہے۔ روزمرہ کے رہن سہن اور رشتہ داروں و دوست احباب کے گھروں میں آنے جانے کے لیے واضح ضابطے عطا کیے گئے ہیں۔ تاہم یہ امر قابلِ غور ہے کہ قرآن حکیم میں معذوروں کو ان ضوابط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے:

﴿ لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّہٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَعۡمَامِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ اَوۡ

مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (النور: ٦١)

’’اندھے پر کوئی رکاوٹ نہیں، اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے، اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے، اور نہ خود تمہارے لیے (کوئی مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (کھانا) کھالو یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (کھانا کھالینے میں مضائقہ نہیں)، تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم سب کے سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ، پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنی (گھر والوں) پر سلام کہا کرو، (یہ) اللہ کی طرف سے بابرکت پاکیزہ دعا ہے، اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو تمہارے لیے واضح فرماتا ہے تاکہ تم (احکامِ شریعت اور آدابِ زندگی کو) سمجھ سکو۔‘‘

تیسرا حق: جہاد اور دفاعی ذمہ داریوں سے استثناء کا حق:

قرآن حکیم نے اسلامی ریاست کے فروغ اور غلبہ دینِ حق کی جدوجہد کے لیے جہاد میں حصہ لینے کو ایمان واستقامت کی جانچ اور معیار کے طور پر بیان کیا، اور اس بنیادی ذمہ داری سے راہِ فرار اختیار کرنے کو عذابِ الیم (دردناک سزا) کا سبب قرار دیا۔ تاہم معذور افراد کو اس کلیدی اور بنیادی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا

عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ (الفتح: ۱۷)

''نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے، نہ لنگڑے پر کوئی گناہ، اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے (کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکے) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے گا (اللہ) اسے دردناک عذاب دے گا (جہاد پر جانا اور جہاد سے رکنا سب اللہ کے حکم کے تحت ہونا چاہیے)۔''

گویا قانونِ اسلام نے معذوروں کے ناقابل برداشت ذمہ داریوں سے مستثنیٰ قرار دیے جانے کو ان کا بنیادی حق قرار دیا۔ اسلام کی تعلیمات سے یہ امر واضح ہے کہ

(۱) اسلام معذور افراد کو معاشرے کا قابل احترام اور باوقار حصہ بنانے کی تلقین کرتا ہے۔

(۲) اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ معذور افراد کو خصوصی توجہ دی جائے، اور انہیں یہ احساس قطعاً نہ ہونے دیا جائے کہ انہیں زندگی کے کسی شعبے میں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

(۳) معاشرتی اور قومی زندگی میں ان پر کسی بھی ایسی ذمہ داری کا بوجھ نہ ڈالا جائے جو ان کے لیے ناقابلِ برداشت ہو۔

(۴) اسلام کے عطا کردہ جملہ حقوق کی عدائیگی میں معذوروں کو ترجیحی مقام دیا جائے تاکہ معاشرے میں ان کے استحصال یا محرومی کی ہر راہ مسدود (ختم) ہو جائے۔

............*

باب نمبر: ۲۰

حکمرانوں اور رعایا کے حقوق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ﴾ (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر کسی معاملہ پر تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے، تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)) [1]

''مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا، اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے، جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، اور اگر اس کو نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس کی سمع واطاعت ضروری نہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاحکام، رقم: ۷۱۴۴.

باب نمبر:۲۱

خدّام اور مزدوروں کے حقوق

عادلانہ اور منصفانہ معاشی نظام کو قائم کرنے کے لیے آجر اور اجیر میں عدل وانصاف پر مبنی تعلقات کا رضروری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عدل وانصاف پر مبنی معاشی نظام کے اسی بنیادی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے خدام اور مزدوروں کے حقوق متعین فرمائے، اور انہیں ہر طرح کا معاشی تحفظ فراہم کیا۔ چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ إِخْـوَانَـكُـمْ جَـعَـلَهُـمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَـحْـتَ يَـدِهٖ فَـلْيُـطْـعِـمْـهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ)) [1]

''تمہارے کچھ بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں میں دے رکھا ہے، اگر کسی کے ہاتھ میں اللہ نے اس کے بھائی کو دیا ہے تو اسے چاہیے کہ جو کچھ خود کھائے وہی اپنے بھائی کو بھی کھلائے، اور جو خود پہنے وہ اپنے بھائی کو بھی پہنائے، اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے، اگر کوئی سخت کام ان پر ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔''

آپ ﷺ نے خادم کی خدمت کی داد وتحسین کرنے اور اسے برابر سماجی مرتبہ دینے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَتَـى أَحَـدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب العتق، رقم : ٢٥٤٥ .

أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ)) [1]

''جب تم میں سے کسی شخص کے لیے اس کا خادم کھانا لائے تو اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمے اس کھانے میں سے اُسے کھلا دے کیونکہ اس نے پکاتے وقت اس کی گرمی اور تپش برداشت کی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَعْطُوْا الْأَجِيرَ أَجرَهُ قَبلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ)) [2]

''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ إِسْتَاجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفِي مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)) [3]

''قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑوں گا: ایک تو اس شخص سے جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اس کو توڑ ڈالا۔ دوسرا اس شخص سے جس نے آزاد انسان کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔ تیسرا اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا لیکن اسے اس کی اجرت پوری نہ دی۔''

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ خدام اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی انتہائی ضروری ہے تاکہ ان کی معیشت مستحکم ہو، اور وہ اپنی معاشی سرگرمیوں کے ثمرات سے متمتع ہوسکیں۔

---

[1] صحيح بخاري ، كتاب الاطعمة ، رقم : ٥٤٦٠

[2] سنن ابن ماجه ، كتاب الرهون ، رقم : ٢٤٤٣ ، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، الارواء ، رقم : ١٤٩٨ .

[3] صحيح بخاري ، كتاب البيوع ، رقم : ٢٢٢٧ .

رسول اللہ ﷺ نے ہر معاشرتی وسماجی تعلق کو تاریخ انسانیت کے اصول پر مبنی قرار دیا۔ دورِ جاہلیت میں خدام لوگوں کو جس حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس تصور کو کلیتہً بدل دیا، اور فرمایا کہ خدام کو بھی وہی عزت اور مرتبہ دو جو تم اپنے خاندان کے دوسرے افراد کو دیتے ہو۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ خدام سے آپ ﷺ کے حسن سلوک کو یوں بیان فرماتے ہیں:

((خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، وَلَا: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: أَلَا صَنَعْتَ.)) [1]

''میں نے عرصہ دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا، لیکن آپ نے مجھ سے 'اُف'' تک نہ کہی، اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا۔''

اگر خادم سے خطا سرزد ہو تو اس پر بھی اس سے درگزر اور عفو کا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا اے اللہ کے رسول!

((كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ: "أُعْفُ عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.)) [2]

''ہم خادم کو کتنی بار معافی دیں، آپ خاموش رہے، اس نے پھر وہ سوال دہرایا، آپ خاموش رہے، پھر جب تیسری بار سوال کیا تو فرمایا: اسے ہر دن میں ستر (۷۰) بار معافی دو۔''

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الأدب، رقم: ٦٠٣٨.
[2] سنن ابوداؤد، رقم: ٥١٦٤، شیخ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر:۲۲

مہمانوں کے حقوق

مہمان نوازی جزو ایمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ مہمان نوازی میں مسلم و کافر کی کوئی تمیز روا نہیں رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اکثر کافر آپ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے۔ ذیل کی سطور میں ہم مہمانوں کے حقوق کا بیان کرنے لگے ہیں:

پہلا حق: کھانا کھلانا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝۶۹ ﴾ (ھود: ٦٩)

''اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے، اور سلام کیا، انہوں نے بھی جواب سلام سے دیا، اور بغیر کسی تاخیر کے گائے کا بھنا ہوا بچہ لے آئے۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَیْلَةُ الضَّیْفِ حَقٌّ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ ، فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهٖ فَهُوَ عَلَیْهِ دَیْنٌ ، اِنْ شَاءَ اقْتَضٰی ، وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ)) [1]

''رات میں آنے والے شخص کی مہمان نوازی ہر شخص پر واجبِ حق ہے، البتہ اگر کوئی صبح آ جائے تو اس کی مہمان نوازی اس پر فرض ہے، اب اگر چاہے تو

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی الضیافة، رقم: ٣٧٥٠، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس کا تقاضا کرے، چاہے تو چھوڑ دے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضِيفُ)) ❶

''جو شخص مہمان نوازی نہ کرے اس میں کوئی خیر نہیں۔''

دوسرا حق: مہمانوں کی عزت:

سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يُثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ)) ❷

''جو شخص آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، خاطر مدارات کی مدت ایک دن، اور ایک رات ہے، اور مہمان کی ضیافت کی مدت تین دن اور تین راتیں ہیں، اس کے بعد مہمان نوازی صدقہ و خیرات ہے اور مہمان کو چاہیے وہ میزبان کے یہاں اتنے عرصے تک نہ ٹھہرے کہ وہ اس سے تنگ آ جائے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ۝﴾

(الحجر: ٦٧، ٦٩)

''اور شہری لوگ خوشیاں مناتے ہوئے آئے (لوط علیہ السلام نے) کہا: یہ لوگ میرے

---

❶ مسند احمد ٤/ ١٥٥ ، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم :٦١٣٥

مہمان ہیں، تم مجھے رسوا نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔''

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ، قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، وَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ)) [1]

''جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا انعام دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا انعام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن اور ایک رات پر تکلف مہمانی کرے، ویسے مہمان نوازی تین دن تک ہے اس سے زائد صدقہ ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو، اور رات بھر نوافل پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں ایسے ہی کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طریقہ چھوڑ دو، روزے بھی رکھا کرو، اور ناغہ بھی کیا کرو۔ اسی طرح رات کو نوافل بھی ادا کیا کرو اور سویا بھی کرو، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اسی طرح تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، اسی طرح تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے ملاقاتیوں مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے، اور وصال سے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھنے کے حکم میں ہے۔ اس لیے تم ہر مہینے بس تین روزے رکھ لیا کرو، اور مہینے میں ایک قرآن پاک تہجد میں ختم کرلیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم داؤد علیہ السلام کا طریقہ اختیار کرلو اور وہ یہ کہ ایک دن افطار کرو، ایک دن روزہ رکھا رکھو، اور تہجد میں سات راتوں میں ایک قرآن

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦٠١٩.

مجید ختم کرلیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرو۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مہمان نوازی کی مثال:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اپنی بیویوں کے پاس کہلا بھیجا، سب نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: اس شخص کی کون مہمان نوازی کرسکتا ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا: میں، پھر وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی نے کہا: میرے پاس بچوں کے کھانے کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا: چراغ درست کرلینا اور بچوں کو جب وہ کھانے کا ارادہ کریں تو سلا دینا۔ ان کی بیوی ایسا ہی کیا کھانا تیار کرلیا، چراغ درست کرلیا اور بچوں کو سلا دیا، پھر کھڑی ہوئی اور چراغ درست کرنے کے بہانے اسے گل کردیا اور دونوں نے مہمان کے ساتھ بیٹھ کر یہ ظاہر کیا کہ اس کے ساتھ وہ بھی کھا رہے ہیں، اس طرح انہوں نے فاقے سے رات گزاردی جب صبح ہوئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے (میاں بیوی) جو معاملہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا، اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (الحشر: ٩)

''اوران کے لیے جنہوں نے اس گھر (یعنی مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ٦١٣٤.

اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی خدشہ نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر اُنہیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔‘‘
اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

............*

باب نمبر: ۲۳

مسافروں کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرے کو مسافروں کے حقوق کی بھی تعلیم دی۔ قرآن حکیم میں جہاں حقوق اللہ، رسول اللہ، اہل قرابت، رشتہ داروں، اور دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے وہاں مسافروں کے حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بایں وجہ کہ مسافر غریب الوطن ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسرے افراد معاشرہ ہر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کے حقوق کا خاص خیال رکھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾﴾

(النساء: ٣٦)

"اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں، اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت ہوں (کنیز غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کا حق ادا کرنے والے کو کامیابی کی گارنٹی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸﴾ (الروم: ۳۸)

''پس قرابت دار، مسکین، مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہوں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

اور حق ادا نہ کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یوں گویا ہوتا ہے:

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷﴾ (الحشر: ۷)

''بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول اللہ کا، اور قرابت والوں کا، اور یتیموں اور مسکینوں کا، اور مسافروں کا ہے، تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال نہ رہ جائے، اور تمہیں جو کچھ رسول دے، لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔''

راستے کے حقوق

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ ، فَقَالُوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیهَا ، قَالَ: فَاَمَّا اِذَا أَبَیْتُمْ فَاعْطُوا

الطَّرِيْقَ حَقَّهُ، قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَلْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ❶

''راستوں (اور گلی کوچوں) میں بیٹھنے سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: راستوں پر بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، کیونکہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پس اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو، انہوں نے عرض کیا: اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: آنکھوں کو نیچے رکھنا، اذیت رسانی نہ کرنا اور سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) ❷

''ایک مرتبہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس نے راستے میں کانٹوں کی ٹہنی دیکھی اس کو سرکا دیا، اور اللہ تعالیٰ کو اس کا کام پسند آیا اور اس کو بخش دیا۔''

............*

❶ صحيح بخارى، كتاب الإستئذان، رقم: ٦٢٢٩، صحيح مسلم، كتاب اللباس، رقم: ٥٥٦٣.

❷ صحيح بخارى، كتاب الأذان رقم: ٦٥٢.

باب نمبر: ۲۴

جان اور مال کے حقوق

جہاں انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لانے کا حکم ہے، وہاں اسے اپنے مال و جان کے حقوق کی صحیح ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں جان و مال کے حقوق کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

(نفس) جان کے حقوق:

اوّلاً انسان کی جان کے حقوق کا ذکر کیا جا رہا ہے:

پہلا حق: تزکیہ نفس:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ ﴾

(الشمس: ۷، ۱۰)

''قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی! پھر قسم ہے اس کے دل میں بدی اور نیکی ڈالنے کی! جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۰ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾﴾ (الاعراف: ٤٠،٤٢)

''جولوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں، ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے، اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلا جائے، اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا، اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا، اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم کسی نفس کو اس کی ضرورت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھہراتے، ایسے لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ زَادَتْ)) [1]

''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ بن جاتا ہے، اگر توبہ کرلے اور اس سے باز آجائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے، اور اگر گناہ میں بڑھتا رہے تو سیاہ دھبہ اس کے دل پر حاوی ہوجاتا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ شریفہ اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ انسان پر اس کی (نفس) جان کا حق یہ ہے کہ وہ اسے پاک کرے اور تقویٰ اختیار کرے، اور اگر کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو فوراً نیکی کی طرف دوڑے، چنانچہ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِتَّقِ اللّٰهِ حَيْثُ مَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا،

---

[1] مسند احمد ٢/ ٢٩٧، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: ٤٢٤٤، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔ التعليق الترغيب ٢/ ٢٦٨.

وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ))[1]

''جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور برائی کے بعد نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آوٴ۔''

تزکیہ نفس کے ذرائع:

(۱) اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنا:

﴿ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸ ﴾ (التحریم : ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے، اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمیں نور عطا فرما، اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم : ۱۹۸۷، مسند احمد ۳/ ۵، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے، الروض النضیر، رقم : ۸۵۵.

فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (النور: ۳۱)

''مسلمان عورت سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَـا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ ، فَإِنِّي أَتُوبُ اِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ

مِائَةَ مَرَّةٍ)) ❶

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ (رجوع) کرو، میں بھی دن میں سو بار اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔''

(۲) اللہ کو ہر وقت ہر حال میں یاد رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴾ (الاحزاب: ٤١)

''اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔''

یعنی اپنے قول وفعل میں ہر وقت اللہ کو یاد رکھو۔ مزید ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (الجمعة: ١٠)

''اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾ (رعد: ٢٨)

''یاد رکھو! سکونِ قلب تو اللہ کے ذکر سے ہی ملتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے جبریل امین کو احسان کے متعلق ارشاد فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ يَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) ❷

''تو عبادت الٰہی اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر تو اسے دیکھ نہیں سکتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رہتا ہے، لہٰذا اسے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں کھویا رہنا چاہیے۔ اس سے انسان کا تزکیہ نفس ہو جائے گا،

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ٦٨٥٩.

❷ صحيح بخارى، كتاب الايمان، رقم: ٥٠، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم ٩٣.

اے بندے! اللہ تجھے دکھ رہا ہے۔

(۳) نفسانی خواہشات کی پیروی سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو حکم صادر فرمایا:

﴿ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝۲۸ ﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کرو جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں، اور اسی کے چہرے (خوشنودی) کا ارادے رکھتے ہیں۔ خبردار تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ تم دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جاؤ، اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

یہ تصور بھی تزکیہ نفس کی طرف راغب کرتا ہے کہ کل کو حساب ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ ﴾

(الحشر: ۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ رکھ چھوڑا ہے، اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جو تم اعمال کرتے ہو ان سے باخبر ہے۔''

اور جو آدمی خواہشات نفسانی سے رک گیا اور تزکیہ نفس کر لیا، اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۴۱ ﴾ (النازعات: ٤٠، ٤١)

''ہاں! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا، اور اپنے نفس کو خواہش سے روکتا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

(۴) اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ ﴾ (یوسف: ٥٣)

''میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتی، بے شک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۶۹ ﴾ (العنکبوت: ٦٩)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں، اور اللہ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

دوسرا حق: زینت اختیار کرنا:

جسمانی حقوق کی بجا آوری بھی بہت ضروری ہے، زینت اختیار کرنا بھی جسمانی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا

وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾

(الاعراف : ۳۱)

''اے اولاد آدم! جب بھی کسی مسجد کو جاؤ تو آراستہ ہوکر جایا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو لیکن حد سے مت نکلو (اسراف نہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((اَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزُوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) [1]

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں تو ان سے فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مستقل طور پر دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو نفل پڑھتے ہو، کیا یہ صحیح ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول اللہ! نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور کچھ دن روزہ نہ بھی رکھو، سوؤ بھی اور نوافل بھی پڑھو، تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تمہارے مہمانوں اور ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔''

تیسرا حق: مناسب کھانا:

کھانا کتنا کھانا ہے، اس کے متعلق بھی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں میانہ روی اختیار کی جائے:

((مَا مَلَأَ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، فَاِذَا كَانَ لَا مَحَالَةَ فَاعِلًا،

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۷۵، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۲۷۳۰.

فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ)) ❶

''آدمی نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن اور کوئی نہیں بھرا، اگر اسے کھانا ہی ہے تو پیٹ کا تہائی حصہ کھانے کے لیے، تہائی پانی کے لیے اور تہائی اپنے سانس کے لیے رکھے۔''

چوتھا حق: منہ کو صاف رکھنا:

اپنے منہ کو صاف رکھنے کے لیے مسواک استعمال کرے، چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَانَ لَا يَرْقُدُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا ، فَيَسْتَيْقِظُ اِلَّا تَسُوكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ رات میں یا دن میں کسی وقت سو کر اٹھتے تھے تو وضوء کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ منہ صاف رکھنے کا اس حد تک اہتمام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) ❸

''اگر میں اپنی امت کے لیے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

مال کے حقوق:

(نفس) جان کے بعد مال کے حقوق ادائیگی بھی انسانی فریضہ ہے، ہر انسان کو

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، رقم: ٣٣٤٩، سنن ترمذى، كتاب الزهد، رقم: ٢٣٨٠، مسند احمد ٤/ ١٣٢، شیخ البانی اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، الارواء، رقم: ١٩٨٣.

❷ مسند احمد ٦/ ١٢١، سنن ابن داؤد، كتاب الطهارة، رقم: ٥٧، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''ولا نهارا'' کے لفظ کے علاوہ حسن قرار دیا ہے۔

❸ صحيح بخارى، كتاب الجمعة، رقم: ٨٨٧، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٥٨٩

کو چاہیے کہ وہ مال جائز اور حلال ذرائع سے حاصل کرے، اور اس سے صدقہ وزکوٰۃ بھی دیتا رہے۔

پہلا حق: حلال مال کمانا:

مال کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ اسے حلال ذرائع سے کمائے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''روز قیامت ابن آدم کے قدم نہیں ہل سکیں گے جب تک اس کا رب پانچ چیزوں کے متعلق اس سے سوال نہیں کرے گا، اس کی عمر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے عمر کہاں گزاری، اس کے شباب کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں ختم کیا، اور اس سے اس کے مال کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے مال کہاں سے کیسے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا اور علم حاصل کرنے کے بعد اس نے کتنا عمل کیا۔'' [1]

دوسرا حق: زکوٰۃ ادا کرنا:

زکوٰۃ ادا کرنا مال کا حق ہے، جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ مال قیامت کے دن اپنے مالک کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران : ۱۸۰)

''جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال و دولت دی ہے اور وہ بخیلی سے کام لیتے ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لیے بہت برا ہے، اس بخل سے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں اسے قیامت کے

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲٤۱٦، سلسلة الصحيحة، رقم: ۹٤٦.

دن طوق بنا کران کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔''

﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۝﴾ (الانفال : ٣، ٤)

''جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہی سچے مومن ہیں۔''

............*

باب نمبر: ۲۵

اسلام میں اقلیتوں کے حقوق

اسلام شرفِ انسانیت کا علمبردار دین ہے۔ ہر فرد سے حسنِ سلوک کی تعلیم دینے والے دین میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روا نہیں رکھا گیا جو شرفِ انسانیت کے منافی ہو۔ دیگر طبقاتِ معاشرہ کی طرح اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی ان تمام حقوق کا مستحق قرار دیا گیا ہے، جن کا ایک مثالی معاشرے میں تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کی اساس معاملاتِ دین میں جبر واکراہ کے عنصر کی نفی کر کے فراہم کی گئی:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣقَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾﴾

(البقرہ: ۲۵۶)

”دین (کے معاملہ) میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے، سو جو کوئی معبودانِ باطل کا انکار کر دے، اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لیے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾﴾ (الکافرون: ۶)

”(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔“

اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اس کا اندازہ

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک سے ہوتا ہے:

((أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوْ إِنْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسِهِ: فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''خبردار! جس کسی نے معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو روز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔''

یہ صرف ایک تنبیہ ہی نہیں بلکہ ایک قانون ہے، جو نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں اسلامی مملکت میں جاری تھا، جس پر بعد میں بھی عمل درآمد ہوتا رہا، اور اب بھی یہ اسلامی دستور مملکت کا ایک حصہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ اقلیتوں کے بارے میں مسلمانوں کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے، چنانچہ ایک دن آپ ﷺ نے معاہدین کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)) [2]

''جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہوگی۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جنت سے بہت دور رکھا جائے گا، دراصل یہ تنبیہات اس قانون پر عمل درآمد کروانے کے لیے ہیں جو اسلام نے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے عطا کیا۔

غیر مسلموں کے جو بیرونی وفود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آتے، ان کی نبی

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب الخراج، رقم: ٣٠٥٢، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، غاية المرام، رقم: ٤٧١.

[2] صحيح بخاری، كتاب الجزية، رقم: ٣١٦٦، سنن ابن ماجه، كتاب الديات، رقم: ٢٦٨٦.

اکرم ﷺ خود میزبانی کرتے، چنانچہ جب مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور ان کی مہمان نوازی خود اپنے ذمہ لی اور فرمایا:

((إِنَّهُمْ كَانُوا لِأَصْحَابِنَا مُكْرِمِيْنَ ، وَإِنِّي أُحِبُّ اَنْ أُكَافِئَهُمْ)) [1]

''یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لیے ممتاز ومنفرد حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں بذاتِ خود ان کی تعظیم وتکریم اور مہمان نوازی کروں۔''

ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا چودہ رکنی وفد مدینہ منورہ آیا۔ آپ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور اس وفد میں شامل مسیحوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی نماز اپنے طریقہ پر مسجد نبوی میں ادا کریں چنانچہ یہ مسیحی حضرات مسجد نبوی کی ایک جانب مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ [2]

نبی اکرم ﷺ کی ان تعلیمات کی روشنی میں چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر ہر اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو حقوق کا تحفظ حاصل رہا۔

آپ ﷺ کا اہل کتاب کے علاوہ مشرکین (بت پرست اقوام) سے بھی جو برتاؤ رہا اس کی بھی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ مشرکین مکہ وطائف نے آپ ﷺ پر بے شمار مظالم ڈھائے، لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ ﷺ کے ایک انصاری کمانڈر رسیدنا سعد بن عبادة رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا:

((اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةَ))

''آج لڑائی کا دن ہے۔''

یعنی آج کفار سے جی بھر کے انتقام لیا جائے گا، تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے اور ان

---

[1] بيهقي ، شعب الايمان رقم : ٩١٢٥ .

[2] طبقات ابن سعد : ٣٥٧:١ ، الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ٤:٤ ، زاد المعاد: ٦٢٩:٣ .

سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس کے سپرد کر دیا اور ابوسفیان سے فرمایا:

((اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَةَ)) ❶

''(آج لڑائی کا نہیں بلکہ) آج رحمت کے عام کرنے (اور معاف کر دینے) کا دن ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنے مخالفین سے پوچھا کہ بتاؤ، میں آج تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ تو انہوں نے کہا کہ جیسے سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے خطا کار بھائیوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا، آپ ﷺ سے بھی وہی توقع ہے۔ اس جواب پر آپ ﷺ نے وہی جملہ ارشاد فرمایا جو سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے لیے فرمایا تھا: ''لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ إِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءِ'' (یعنی تم سے آج کوئی پوچھ گچھ نہیں تم سب آزاد ہو۔ ❷

نبی اکرم ﷺ کا بڑا دشمن ابوسفیان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ'' (جو ابوسفیان کے گھر میں آج داخل ہوا وہ امن میں ہے) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو اس طرح پورا کیا کہ جو بھی اس دن ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا اسے امان مل گئی۔ ❸

پہلا حق: اچھے طریقے سے اسلام کی دعوت دینا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾﴾

❶ فتح الباری، ۸ : ۹.

❷ الجامع الصغیر، رقم: ۳۶۸، فتح الباری ۱۸:۸ .

❸ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، رقم: ۱۷۸۰، سنن ابو داؤد، کتاب الخراج، رقم: ۳۰۲۱

(العنکبوت : ٤٦)

''(اے مسلمانو!) اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر احسن طریق سے، اور صرف انہی سے جھگڑا کرو جو ان میں سے بے انصاف ہیں، اور یوں کہو: ہم تو صرف اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا، اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)) [1]

''ایک یہودی کا لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس کے سرہانے بیٹھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کرلو، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے، وہ اسلام لے آیا۔ نبی محترم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے جہنم سے بچالیا۔''

دوسرا حق: غیر مسلموں کے معبودوں کو برا نہ کہنا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى

[1] صحيح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ١٣٥٦.

رَبِّهِمۡ مَّرۡجِعُهُمۡ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾

(الانعام: ۱۰۸)

''اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیوں کہ پھر وہ جہالت کی وجہ سے چڑ کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے (کو گالی دیں) ہم نے اسی طرح ہر گروہ کے لیے ان عمل مرغوب خوشنما بنا رکھا ہے، پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے، سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔''

تیسرا حق: اہل کتاب سے نکاح جائز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ ۚ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۵﴾

(المائدہ: ۵)

''آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی جاتی ہیں، اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن (عفیفہ) عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری (خفیہ آشنائی)

کرو، جس نے ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہوگیا، اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔''

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (۱) وہ پاک دامن عفیفہ ہو (۲) کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو مثلاً اگر خاوند کے بیوی کے دین کی جانب مائل ہونے کا خطرہ ہو تو یہ نکاح جائز نہیں، جیسا کہ آیت کے الفاظ ہیں ''ومن یکفر بالایمان.... الخ''

چوتھا حق: بھلائی اور انصاف کا سلوک:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧﴾ (الممتحنہ: ۸)

''جن لوگوں نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں لڑی، اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

پانچواں حق: ظلم زیادتی نہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا)) [1]

''اے میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے نفس پر حرام کرلیا ہے، اور تمہارے لیے بھی اسے حرام قرار دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر، رقم: ٦٥٧٢.

چھٹا حق: اہل کتاب کا کھانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾

(المائدہ: ۵)

’’آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئیں، اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں، جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اسی طرح کہ تم ان سے با قاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرینِ ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور وہ آخرت میں ہارنے والوں میں سے ہیں۔‘‘

ساتواں حق: کافر مشرکین کو ہدیہ دینا:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا کہ اس جوڑے کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تھا اپنے ماں کے رشتے سے ہونے والے مشرک بھائی کو ہدیہ کر دیں۔

آٹھواں حق: اہل کتاب اگر سلام کہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے کہ اہل کتاب اگر تمہیں سلام کہیں تو جواب میں

"وعلیکم" کہو، حدیث مبارکہ کے لفظ ہیں:

((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ)) ❶

"جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم کہو: وعلیکم "اور تم پر بھی۔"

نواں حق: احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ ﴾ (محمد: ٤)

"تو جب کافروں سے گھمسان کا رن پڑ جائے تو گردنوں پر مارو، جب ان کا خوب کٹاؤ کر چکو تو اب خوب مضبوط عہد و بند سے انہیں گرفتار کرو، پھر اختیار ہے کہ خواہ احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر، تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے، یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کا منشا یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔"

یہاں قیدیوں کے معاملہ کرنے کی اصل یا تو احسان سے چھوڑنا ہے یا فدیہ لے لینا ہے، عام حالات میں قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

دسواں حق: غیر مسلموں کو پناہ کا وعدہ اور عہد کا پورا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، رقم: ٦٢٥٨.

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ۝٦﴾ (التوبہ: ٦)

''اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تم اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے، پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دو یہ اس لیے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔''

اور ایفائے عہد سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝٤﴾ (التوبہ: ٤)

''بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے، اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ۝١٢﴾ (التوبہ: ١٢)

''اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سردارانِ کفر سے جنگ کرو ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں۔''

بعض اسلاف نے غیر مسلموں کی چار اقسام بیان کی ہیں (۱) حربی (۲) مستأمن (۳) معاہد (۴) ذمی، جس میں حربی کافروں کے ہم پر کوئی حق نہیں کہ ان کی حمایت یا رعایت کی جائے۔

گیارہواں حق: نجی زندگی اور شخصی راز داری کا حق:

مملکت اسلامیہ میں ہر فرد کو نجی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے کہ کوئی شخص بغیر اس کی اجازت اور رضا مندی کے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ہر شخص کا مکان نجی اور پرائیویٹ معاملات کا مرکز اور اس کے بال بچوں کا مستقر ہوتا ہے۔ اس حق پر دست درازی خود فرد کی شخصیت پر دست درازی ہے اور یہ کسی طرح جائز نہیں۔ گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے کی صریح ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ﴾ (النور: ۲۷،۲۸)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے، پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو وہاں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔''

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی نجی زندگی اور شخصی راز داری کا حق اسی طرح حاصل

ہے جس طرح مسلمانوں کو، اس لیے کہ اسلامی قانون نے ان کے لیے یہ اصول طے کیا ہے کہ جو معاشرتی حقوق مسلمانوں کو حاصل ہیں وہ ان کو بھی حاصل ہوں گے، اور جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر ڈالی گئی ہیں وہ ان پر بھی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بقول ان سے جزیہ اس لیے لیا جاتا ہے تاکہ ان کے جان و مال کی اسی طرح حفاظت کی جاسکے جس طرح ہمارے جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔ [1]

بارھواں حق: مذہبی آزادی کا حق:

اسلام اللہ واحد کی بندگی کی دعوت دیتا ہے لیکن دوسرے مذاہب کے لوگوں پر اپنے عقائد بدلنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ نہیں ڈالتا، نہ کسی جبر واکراہ سے کام لیتا ہے۔ دعوتِ حق اور جبر واکراہ بالکل الگ حقیقتیں ہیں۔ اسلام کے پیغام حق کے ابلاغ کا قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ ﴾ (النحل: ۱۲۵)

”(اے رسول معظم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو، بے شک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔“

اسلام نے ایسے طریق دعوت سے منع کیا جس سے کسی فریق کی مذہبی آزادی متاثر ہوتی ہو، دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ۫ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ

[1] المغني لإبن قدامه ۲۸۹:۹.

يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

(البقرہ: ٢٥٦)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہوچکی ہے اب جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے، تو اس نے ایسے مضبوط حلقہ کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا، اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

شریعت کی یہ حکمت عملی ہے کہ غیر مسلموں کو ان کے مذہب ومسلک پر برقرار رہنے کی پوری آزادی ہوگی۔ اسلامی مملکت ان کے عقیدہ وعبادت سے تعرض نہ کرے گی۔ اہل نجران کو نبی اکرم ﷺ نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ درج تھا:

''نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جانیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر وغائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رہبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔'' [1]

تیرھواں حق: اقتصادی اور معاشی آزادی کا حق:

غیر مسلم پر اسلامی حکومت میں کسبِ معاش کے سلسلہ میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، وہ ہر کاروبار کرسکتا ہے جو مسلمان کرتے ہوں۔ سوائے اس کاروبار کے جو ریاست کے لیے اجتماعی طور پر نقصان کا سبب ہو۔ وہ جس طرح مسلمانوں کے لیے ممنوع ہوگا، اسی طرح ان

[1] ابن سعد، الطبقات الکبری، ١: ٢٢٨، ٣٥٨.

کے لیے بھی ممنوع ہوگا، مثلاً سودی کاروبار، جو بالآخر پوری سوسائٹی کے لیے ہلاکت کا باعث بنتا ہے یا دیگر اس نوعیت کے کام وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ نے اہل نجران کو لکھا:

((إِمَّا أَنْ تَذَرُوا الرِّبَا، وَإِمَّا اَنْ تَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) ❶

''سود چھوڑ دو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

احکام القرآن میں آیت ﴿وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء: ۱۶۱) اور ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ﴾ (البقرہ: ۱۸۸) کے تحت امام جصاص فرماتے ہیں:

((فَسَوّٰى بَيْنَهُمْ، وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَنْعِ مِنَ الرِّبَا)) ❷

''اللہ تعالیٰ نے ان (ذمیوں) اور مسلمانوں کے درمیان سود کی ممانعت کو برابر قرار دیا ہے۔''

پیشوں کے اعتبار سے وہ کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتے ہیں، اور مسلمانوں کو اجرت پر ان سے کام کروانے کی کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ اسلام میں کسی پیشہ کی وجہ سے کسی غیر مسلم سے کسی بھی نوعیت کی کوئی دوری رکھنے کا ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا، تجارتی معاملات میں جو ٹیکس مسلمان دیتے ہیں، وہ ان کو بھی دینا ہوگا۔

چودہواں حق: روزگار کی آزادی کا حق:

اسلام میں ہر جائز ذریعہ روزگار کو مستحسن قرار دیا گیا ہے حدیث مبارکہ ہے:

---

❶ جصاص، احکام القرآن: ۸۹:٤.

❷ جصاص، احکام القرآن ۸۹:٤.

((مَـا أَكَـلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ، وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاؤُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ)) [1]

''کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور کوئی کھانا نہیں کھا سکتا اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔''

اسلامی مملکت میں اقلیتوں سمیت ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ تجارت، صنعت و زراعت غرضیکہ جو کام بھی وہ کرنا چاہے کرسکتا ہے، بشرطیکہ ان چیزوں کے قریب نہ جائے، جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے، جیسے سودی معاملات ہیں اور جائز حدود میں بھی اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھے، اپنے کام کی وجہ سے کسی دوسرے کی تجارت یا صنعت کے درپے آزاد نہ ہو۔ یہ اسلامی شریعت میں ناجائز ہے۔ جب فرد جائز کام کرے گا تو اس کا حاصل اور ثمر اس کا حق ہوگا، اس لیے کہ یہ اس کی محنت اور پسینہ کی کمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ ﴾ (النجم: ٣٩)

''اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔''

حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی فرد کو جائز کاموں کے کرنے سے روک دے، البتہ اگر کوئی شرعی ضرورت ہو تو ایسا کرسکتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ اپنے ملازمین کو تجارت اور کمائی کرنے سے روک سکتی ہے، تاکہ وہ اپنے اثر ونفوذ اور منصب کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ اس لیے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی مالیت کا محاسبہ کرتے تھے، اگر ان میں سے کوئی یہ جواز پیش کرتا کہ میں نے تجارت سے نفع کما کر یہ دولت اکٹھی کی ہے، تو آپ فرماتے:

((نَحْنُ إِنَّمَا بَعَثْنَاكُمْ وَلَا نَبْعَثُكُمْ تُجَّارًا)) [2]

---

[1] محمد حسين هيكل، الفاروق عمر:٢:٢٠٢

[2] محمد حسين هيكل، الفاروق عمر، ٢:٢٠٢

''ہم تمہیں والی بنا کر بھیجتے ہیں تاجر بنا کر نہیں۔''

پندرھواں حق: تحفظ اور سلامتی کا حق:

اسلامی ریاست اقلیتوں کے تحفظ اور سلامتی کی ذمہ دار ہے۔ اگر اسلامی ریاست کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ ہو تو اس قوم کے تحفظ وسلامتی کی ذمہ داری بھی اسلامی ریاست پر ہوگی:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ ﴾ (النساء: ۹۲)

''مؤمن کو زیبا نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے الا یہ کہ غلطی سے کسی مؤمن کو قتل کرے تو ایک مؤمن غلام آزاد کرے، اور اس کے ورثوں کو کون بہا بھی ادا کرے الا یہ کہ وہ معاف کردیں، اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے ہو، اور وہ مومن (بھی) ہو تو (صرف) ایک غلام، باندی کا آزاد کرنا (ہی لازم) ہے اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے تو خون بہا (بھی) جو اس کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان غلام، باندی کا آزاد کرنا (بھی لازم) ہے پھر اگر قاتل کو یہ مقدور نہ ہو یا مل نہ رہا ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے اللہ سے توبہ کا یہی طریقہ ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے۔''

اقلیتوں کی جان کی حرمت نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے:

((دِيَّةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّي مِثْلَ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ)) [1]

''یہودی، عیسائی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔''

خلفائے راشدین کے دور میں اس اصول پر عمل کیا جاتا رہا اور ذمیوں کی دیت مسلمانوں کی دیت کے برابر ادا کی جاتی تھی۔

دوران فتوحات غیر مسلم اقوام سے جو معاہدات ہوئے، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ غیر مسلم رعایا کے تحفظ، سلامتی اور بنیادی ضروریات کی حکومت ذمہ دار ہوگی۔

............*

---

[1] عبد الرزاق، المصنف، ١٠:٩٧، ٩٨.

باب نمبر: ۲۶

جانوروں کے حقوق

اسلام جو عالمگیر امن، صلح اور سلامتی کا مذہب ہے اس کی تعلیمات صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ حیوانات کے لیے بھی ہیں۔ عرب اور دوسری اقوام انسانوں کے علاوہ حیوانات پر بھی ظلم وستم کرتے تھے۔ وہ جانوروں کو بلا وجہ اور بغیر سوچے سمجھے مار ڈالتے، اور پھر لوگوں کو کھلا کر اپنی فیاضی جتاتے تھے۔ بعض اوقات دو آدمی شرط لگا لیتے اور باری باری جانور پر نشانہ لگاتے جس کا نشانہ خطا ہو جاتا وہ ہار جاتا اور دوسرا جیت جاتا۔ اس طرح جانور بے چارہ ظلم وستم کا نشانہ بنتا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھ دیا جاتا۔ اس کو دانہ، گھاس اور پانی وغیرہ بالکل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ بے چارہ اس حالت میں سوکھ کر اور سسک کر مرجاتا۔

اسلام اور تعلیمات نبوی ﷺ نے ان تمام غلط اور ناجائز رسوم کو باطل قرار دیا، ذیل کی سطور میں ان تعلیمات کا بیان ہوگا جو قرآن وسنت میں جانوروں کے متعلق وارد ہوئی ہیں:

پہلا حق: جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے اور انہیں تکلیف نہ پہنچائی جائے:

رسول اللہ ﷺ رحمت العالمین تھے۔ آپ ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ اترے، ایک پرندہ (سرخاب) آکر آپ کے سر مبارک کے اوپر پھڑ پھڑانے لگا، گویا وہ آپ کی پناہ میں رو کر شکوہ کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے اس کے انڈے لے کر اس پر ظلم کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّكُمْ فَجَعَ هٰذِهِ بِبَيْضَتِهَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا

اَخَذْتُ بَيْضَتَهَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رُدُّوْهَا رَحْمَةً لَهَا))❶

''کس نے اس کے انڈے لے کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے انڈے لیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر رحم کرو اس کے انڈے واپس کرو۔''

نبی معظم ﷺ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی، اس نے بلی کو باندھا اور اسے نہ کھلایا، اور نہ پلایا، اور نہ ہی اسے قید سے چھوڑا کہ زمین کے جانور شکار کر کے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ ❷

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ ، فَأَمَرَ بِجَهَازِهٖ ، فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ، ثُمَّ اَمَرَ بِبَيْتِهَا ، فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ، فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً؟))❸

''ایک مرتبہ ایک نبی کسی درخت کے نیچے ٹھہرے، ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا اس پر انہوں نے اپنا سامان وہاں سے اٹھوایا، پھر آگ منگوا کر ساری چیونٹیاں جلا دیں، اس پر ان کی طرف وحی کی گئی کہ کیوں نہ ایک ہی قصور وار چیونٹی کو مارا ہوتا۔''

دوسرا حق: جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے

رسول کریم ﷺ چیونٹیوں کے بل کے پاس سے گزرے، جسے آگ سے جلایا گیا تو رحمتہ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِي اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ))❹

❶ صحيح الادب المفرد، باب اخذ البيض من الحجرة، رقم : ۳۸۲ .

❷ صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، رقم : ۳۳۱۸ .

❸ صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، رقم : ۳۳۱۹ .

❹ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم : ۵۲۶۸ ، شیخ البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

''آگ کی سزا تو آگ کا مالک ہی دے سکتا ہے۔''

ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے ایک گدھا دیکھا کہ اس کے منہ کو آگ سے داغا گیا تھا تو فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ وَسَمَهٗ)) ❶

''اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرے کو داغا ہے۔''

تیسرا حق: موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے:

رحمتہ للعالمین پیغمبر ﷺ نے جہاں ان کے حقوق اور حفاظت کا ذکر کیا ہے وہاں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بھی حکم فرمایا، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ: الفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْحُدَیَّا وَالْغُرَابُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ)) ❷

''پانچ جانور حرم میں قتل کیے جائیں بچھو، کوا، چوہا، زخمی کرنے والا کتا، اور چیل۔''

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین



---

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۵۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۳۱٤، صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۲۸۷۳.

باب نمبر: ۲۷

دُنیا کا پہلا دستوری معاہدہ (میثاق مدینہ)

مدینہ منورہ میں قیام امن و امان کی خاطر رسول مکرم ﷺ نے ایک تابناک کارنامہ سرانجام دیا جسے ''مواخات'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور عہد و پیمان کرایا جس کے ذریعے ساری جاہلی اور قبائلی کشمکش کی بنیاد ڈھا دی، اور دورِ جاہلیت کے رسم و رواج کے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جس نے مختلف مذاہب کے قبائل اور جماعتوں کو ایک نظام کے تحت انسانیت کے بہترین مقاصد کے لیے متحد کر دیا، اس میں ہر گروہ کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ سب کو اجتماعی امن و سکون اور تعمیر و ترقی کی راہ پر لگانے کا ذکر ہے، کوئی مقنن ریفامر اس طرح کا نقشہ حقوق پیش نہیں کر سکتا۔ معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی مرحوم نے اسے بالکل بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا۔ (عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمران، ص ۷۶)

پہلے دستور کی دفعات:

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے اس کی (۵۳) دفعات ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ دستوری معاہدہ اللہ کے نبی محمد (ﷺ) اور قریش و یثرب کے اُن لوگوں کے مابین ہے جو مومن ہیں، اطاعت گزار ہیں، جو اُن کے تابع ہیں، جو اُن کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں۔

۱: یہ سب مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوں گے۔

۲: قریشی مہاجر اسلام سے پہلے کے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا کریں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔

۳: بنی عوف کے لوگ اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے اُنہیں رہائی دلایا کریں گے، تاکہ مومنوں کا برتاؤ آپس میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر مستحکم ہو۔

۴: بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کے باہمی تعلقات نیکی اور انصاف کے مطابق اُستوار ہوں۔

۵: بنوساعدا اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کرانے کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ مومنوں کے تعلقات نیکی اور انصاف کی بنیاد پر قائم ہوں۔

۶: بنوجشم اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر آزاد کرائیں گے، تاکہ مسلمانوں میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر باہمی خیر سگالی و خیر خواہی کی فضا قائم ہو۔

۷: بنونجار اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کی ادائیگی کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کے باہمی روابط بھلائی اور انصاف کی بنیاد پر مضبوط ہوں۔

۸: بنوعمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کی رہائی کے پابند ہوں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی اعتماد نیکی اور انصاف کی

بنیاد پر مستحکم ہو۔

۹: بنونبیت اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ ادا کرکے رہائی دلانے کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کا باہمی میل جول بھلائی اور انصاف کا آئینہ دار ہو۔

۱۰: بنو اوس اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرکے رہائی دلایا کریں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور اور انصاف پر مبنی ہو۔

اہل ایمان کی ذمے داریاں:

۱۱: اہل ایمان میں سے اگر کوئی شخص مفلس اور قلاش ہے یا قرض کے بوجھ تلے بری طرح دبا ہوا ہے، تو اُس کے مومن دوست ایسے شخص کو لازمی طور پر امداد دیں گے تاکہ اُس کے حق کا خوں بہا یا فدیہ بخوبی ادا ہو سکے۔

۱۲: کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اُس کے مولیٰ (معاہداتی بھائی) سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

۱۳: اہل تقویٰ اور اہل ایمان ہر اُس شخص کی مخالفت متحد ہوکر کریں گے جو سرکشی، ظلم، زیادتی اور گناہ کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص کے خلاف تمام اہل ایمان کے ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں گے، خواہ وہ اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴: کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف کسی کافر کو امداد دی جائے گی۔

۱۵: اللہ تعالیٰ کا ذمہ وعہد ایک ہی ہے۔ اہل اسلام کا ایک معمولی درجے کا فرد بھی کسی شخص کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ اہل ایمان دوسروں کے مقابلے میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۱۶: یہودیوں میں سے جو اس معاہدے میں شریک ہوں گے، اُنھیں برابر کی حیثیت

حاصل ہو گی۔ ایسے لوگوں پر ظلم ہو گا اور نہ اُن کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷: اہل اسلام کی صلح ایک ہی ہو گی۔ اللہ کی راہ میں جنگ کے موقع پر کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا اور یہ صلح سب مسلمانوں کے لیے برابر اور یکساں ہونی چاہیے۔

۱۸: وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں گے باری باری اُنہیں آرام کا موقع دیا جائے گا۔

۱۹: مومنوں کو اللہ کی راہ میں جو جانی نقصان اٹھانا پڑے اُس کا بدلہ وہ سب مل کر لیں گے۔

۲۰: بلا شبہ متقی مومن سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

۲۱: اس معاہدے میں شریک کوئی مسلمان مشرک قریش کے مال و جان کو پناہ نہیں دے گا، اور اس سلسلے میں وہ کسی مسلمان کی راہ میں رُکاوٹ نہیں کھڑی کرے گا۔

۲۲: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اُس کا ثبوت ملنے پر اُس سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر مقتول کا وارث خوں بہا لینے پر راضی ہو جائے تو قاتل قصاص سے بچ سکتا ہے۔ تمام اہل ایمان پر لازم ہو گا کہ وہ مقتول کے قصاص کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس کے سوا اُن کے لیے کوئی صورت جائز نہیں ہو گی۔

۲۳: کسی ایسے مسلمان کے لیے جو اس عہد نامے کو تسلیم کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہ ہو گا کہ وہ ایسے شخص کو پناہ دے جو نئی بات نکالنے والا اور فتنہ انگیزی کرنے والا ہو۔ جو ایسے شخص کی حمایت کرے گا یا اُسے پناہ دے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور غضب کا مستوجب ہو گا، جہاں کوئی فدیہ اور ہدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

۲۴: اس عہد نامے کی پابندی کرنے والے لوگوں کے درمیان جب کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے، تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف

رجوع کریں گے۔

یہودیوں کے حقوق:

۲۵: یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر جب تک جنگ کرتے رہیں گے تو وہ اپنے حصے کے جنگی اخراجات بھی خود ہی برداشت کریں گے۔

۲۶: بنی عوف کے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ خواہ موالی ہوں یا اصل، لیکن ظلم اور جرم کے مرتکب افراد اپنی ذات اور اپنے گھرانے کے سوا کسی اور کو مصیبت میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷: بنونجار کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۸: بنوحارث کے یہودیوں کے وہی حقوق ہوں گے جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۹: بنوساعد کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۰: بنوجشم کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۱: بنواوس کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۲: بنوثعلبہ کے یہودی بھی اُنہی حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے بنوعوف کے یہودی ہیں، مگر جو ظلم اور جرم کا ارتکاب کرے گا اُس کی مصیبت اور اُس کا وبال صرف اُس کی ذات اور اُس کے گھرانے پر ہوگا۔

۳۳: جفنہ، بنوثعلبہ کی شاخ ہیں، لہٰذا جفنہ کے یہودیوں کے حقوق بنوثعلبہ کے یہودیوں کے حقوق کے برابر ہوں گے۔

۳۴: وفا شعاری کی صورت میں یہودِ بنی شطیبہ کے حقوق وہی ہوں گے جو یہودِ بنی عوف کے ہیں۔

۳۵: بنوثعلبہ کے موالی کے حقوق وہی ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

۳۶: یہودیوں کے تمام موالی کے وہی حقوق ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

قیامِ امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریاں:

۳۷: معاہدے کا کوئی فریق بھی محمد (ﷺ) کی اجازت کے بغیر کسی سے جنگ کرنے یا جنگ کے ارادے سے نکلنے کا مجاز نہیں۔

۳۸: زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ خونریزی کے مرتکب کی ذمے داری اُس کی ذات اور اُس کے گھر پر عائد ہوگی۔ مظلوم کے ساتھ اللہ ہے۔

۳۹: یہودی اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے اور مسلمان اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے۔

۴۰: اس معاہدے کے شریک کسی فریق کے خلاف اگر کوئی جنگ کرے گا تو تمام شرکا ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ آپس میں مشورہ کریں گے۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور وفا شعاری کا رویہ اختیار کریں گے اور عہد شکنی سے اجتناب کریں گے۔

۴۱: کسی شخص کو حلیف کی بد عملی کا ذمے دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ مظلوم کی ہر حالت میں مدد کی جائے گی۔

۴۲: یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے، وہ جنگ کے اپنے مصارف خود برداشت کریں گے۔

۴۳: معاہدے میں شریک تمام فریقوں کے لیے یثرب کا میدان مقدس و محترم ہوگا۔

۴۴: پناہ حاصل کرنے والے کے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو پناہ دینے والے کے ساتھ ہو رہا ہو، نہ اُسے نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ وہ عہد شکنی کرے گا۔

۴۵: کسی عورت کو اُس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

۴۶: اس معاہدے میں شریک افراد یا گروہوں کے درمیان کوئی نئی بات، معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جائے، جس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور محمد (ﷺ) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عہد نامے کی اس دستاویز میں جو کچھ درج ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی

نگاہ میں پسندیدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری احتیاط اور وفا شعاری کے ساتھ اس کی پابندی کی جائے۔

۴۷: نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اُن کے کسی معاون کو۔

۴۸: یثرب پر حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکا یعنی مسلمانوں اور یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۴۹: اگر یہودیوں کو صلح کر لینے اور اس میں شرکت کی دعوت دی جائے گی تو وہ اُسے قبول کریں گے۔ اسی طرح اگر یہودی مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں گے تو اُسے قبول کرنا بھی ان پر لازم ہوگا۔ لیکن اس کا اطلاق ایسی جنگ پر نہ ہوگا جو خالص دین کے لیے ہو۔

۵۰: معاہدے میں شریک ہر شخص اور گروہ پر یثرب کے اُسی حصے کی ذمے داری ہوگی جو اُس کے سامنے یعنی بالمقابل ہوگا۔

۵۱: اوس کے یہودیوں کو خواہ وہ مولیٰ ہوں یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدے کو قبول کرنے والوں کو حاصل ہیں۔

۵۲: اس عہد نامے کے حکم میں ظالم اور خطا کار داخل نہیں۔ جو جنگ کے لیے نکلے وہ بھی اور جو گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی اس کا حقدار ہوگا۔

۵۳: اللہ تعالیٰ اُس کا حامی ونگہبان ہے جو اس اقرار وعہد میں مخلص اور سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی اس کے حامی ہیں۔



باب نمبر:۲۸

انسانی حقوق کا عالمی چارٹر

(خطبۂ حجۃ الوداع)

خطبۂ حجۃ الوداع ابدی حیات، انسانی تہذیب وتمدن کے اصول، حقوق انسانی کے تحفظ، عالمی امن کی تدابیر، بھائی چارہ ورواداری کی تعلیم، عدل و انصاف کا قیام، اخوّت و مساوات کی ہدایات، انسان کی معاشی بہتری وترقی اور خوشحالی اور معاشرتی پاکیزگی وطہارت کا جامع عملی، مثالی منشور ومجموعۂ قوانین ہے۔ ابی داؤد وغیرہم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''عرفہ کے دن جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصوا اونٹی پر کجاوہ رکھنے کو کہا، وادی کے درمیان آئے، لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: تحقیق تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن، اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔ جاہلی سارے کام میرے قدموں کے نیچے روندے گئے، جاہلیت کے خون ختم۔ اور پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پلایا جا رہا تھا کہ ھذیل نے اسے قتل کر دیا۔ جاہلیت کے سود ختم، اور ہمارے سودوں میں سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اسی کے حکم سے ان کی شرم گاہوں کو

حلال بنایا ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی کو جگہ نہ دیں؟ اگر ایسا کریں تو ان کو معمولی سزا دو۔ اور ان کے لیے تمہارے اوپر ان کی خوراک اور لباس۔ حالات کے مطابق میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم نے اُسے قابو کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا (ذمہ داری) ادا کی، اور خیر خواہی کی۔ آپ نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، اسے لوگوں کی طرف حرکت دی، اور تین بار فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ! تو گواہ رہ۔'' [1]

فقہ الحدیث:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

۱: بطلان نظریہ اشتراکیت في الأموال اور فردی ملکیت کا احترام۔

۲: جاہلی امور اور سود کے خاتمے کا اعلان۔

۳: عورتوں کے حقوق کا تحفظ۔

۴: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے لیے حجتِ قاطعہ کتاب اللہ ہے۔

۵: منصب رسالت کا تحفظ۔

۶: اللہ تعالیٰ کا عرش پر علو۔

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ یوم النحر:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس ذوالحجہ کو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے کہا حرمت میں کون سا دن بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارا یہی دن، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون سا مہینہ بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا، یہی ماہ، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۲۹۵۰.

سا شہر عظیم ہے، لوگوں نے کہا ہمارا یہی شہر، آپ نے فرمایا: تو تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے۔ [1]

حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک اور خطبہ:

سیّدنا سلیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے، تین بار فرمایا، لوگوں نے کہا، حج اکبر کا دن، آپ نے فرمایا، پس تمہارے خون، مال، اور عزتیں تمہارے درمیان حرام ہیں۔ اس دن اس ماہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح۔ خبردار! ہر قصور کرنے والا اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے، والد کا قصور اولاد پر نہیں، اور اولاد کا قصور والد پر نہیں، خبردار! شیطان نا امید ہوگیا ہے کہ اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے، البتہ بعض چیزوں میں اس کی اطاعت ہوگی، جنہیں تم معمولی سمجھو گے، وہ اسی پر راضی ہوجائے گا۔ خبردار! جاہلیت کے خون موقوف ہیں۔ پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا جب کہ وہ بنولیث میں مدت رضاعت پوری کر رہا تھا، خبردار! جاہلیت کے سود وضع کر دیئے گئے ہیں، اب تم اصل مال لے سکتے ہو۔ نہ دوسروں پر زیادتی کرو۔ اور نہ تم پر زیادتی ہو۔ اے امت! کیا واقعی میں تمہیں تبلیغ کر چکا ہوں؟ تین بار فرمایا، لوگوں نے جواب دیا، ہاں۔ آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔'' [2]

اس خطبہ سے درج ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱: قصاص ودیت اور دیگر قانونی معاملات میں مساوات کا حق۔

---

[1] مسند أحمد، ۳/ ۳۱۳ رقم: ۱٤۳٦٤. شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، رقم: ۳۰۵۵. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۲: جزیرۃ العرب میں کفر وشرک سے ابلیس کی مایوسی۔

۳: مسلمانوں کی معمولی کوتاہیوں پر ابلیس کا راضی ہونا۔

۴: داعی پہلے اپنی حالت سنوارے۔

۵: اہمیت تبلیغ دین۔

آپ کا ایک اور خطبہ:

سیّدنا ابوحُرّہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی باگ پکڑے ہوئے تھا، ایام تشریق کا درمیان تھا، لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا، آپ نے فرمایا، اے لوگو! جانتے ہو تم کس ماہ میں ہو؟ اور کس دن میں؟ اور کون سے شہر میں؟ لوگوں نے جواب دیا، حرمت کے دن میں، حرمت کے شہر میں اور حرمت کے مہینہ میں۔ فرمایا: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر قیامت تک کے لیے حرام ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: میری بات سنو اور حیات دوام حاصل کرو۔ خبردار! ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، کسی مسلمان کا مال اس کی مرضی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ خبردار! خون، مال اور دور جہالت سے آمدہ مطالبے قیامت تک میرے اس قدم کے نیچے ہیں۔ پہلا خون میں جو معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث کا خون ہے یہ بنو لیث میں مسترضع تھا، ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ خبردار! جاہلی سود وضع کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود وضع کیا جا رہا ہے۔ تمہیں اصل مال ملے گا۔ نہ ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار! زمانہ اسی ہیئت پر آ پہنچا ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ﴾ (التوبہ : ۳٦)

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ ماہ ہے، اسی دن سے جس دن کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں۔''

یہ سیدھا نظام ہے ان میں کسی پر زیادتی نہ کرو۔ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ، شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں گے، ہاں! وہ لڑانے میں تمہارے پیچ رہے گا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کے تم پر حقوق ہیں، اور تمہارے لیے ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں، اور تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں کسی کو نہ آنے دیں۔ اگر ان کی نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر الگ کرلو۔ اور معمولی سزا دو۔ حالات کے مطابق ان کی روزی اور لباس مرد پر ہے، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہیں حلال کی ہیں۔ خبردار! جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی واپس کردے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا: خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ پھر ارشاد فرمایا: حاضر غائب کو پہنچا دیں۔ کئی پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ سعادت مند ہوتے ہیں۔ [1]

مذکورہ خطبہ سے درج ذیل مسائل ماخوذ ہیں:

۱: خون و مال اور عزت کا تحفظ

۲: آپ کی سنت کی اتباع میں زندگی ہے جس میں ظلم کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳: عدل وانصاف کرنا حکم الٰہی ہے۔

۴: زمانہ گھوم کر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

۵: مسلمانوں کا آپس میں لڑنا انہیں دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

۶: اداء امانت کا حکم

۷: راویٔ حدیث کے لیے فقیہ ہونا شرط نہیں ہے۔

---

[1] مسند أحمد، ۵/ ۷۳، رقم: ۲۰۶۹۵. شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔

وسط ایام تشریف کا ایک اور خطبہ:

امام احمد رحمہ اللہ ابونضرۃ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک صحابی نے حدیث بیان کی جس نے ایام تشریق کے وسط کا خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا!

"اے انسانو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے، خبردار کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی کالے کو سرخ پر، اور کسی سرخ کو کالے پر تقوی کے سوا کوئی برتری نہیں ہے، کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) جواب دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا چکے۔ پھر فرمایا، یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا دن، پھر فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا مہینہ، پھر فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا شہر، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال حرام کیے ہیں، جس طرح تمہارے اس دن کی اس ماہ اور شہر میں حرمت ہے۔ کیا میں تمہیں پہنچا چکا؟ لوگوں نے جواب دیا، آپ نے پہنچا دیا ہے، فرمایا، حاضرین میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔" [1]

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں مزید الفاظ یہ ہیں۔

"اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت ہے وہ اس کے مالک کو پہنچا دے۔ اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ آخر زمانہ تک ان بلاد میں اس کی عبادت کی جائے، وہ تمہاری معمولی غلطیوں پر راضی ہوگا۔ اپنے دین کے بارے میں معمولی سمجھے ہوئے برے کاموں سے محتاط رہو۔" [2]

امام طبرانی، عداء بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن آپ ممبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: "یقیناً اللہ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو مرد وعورت سے

[1] مسند أحمد، ٥/ ٤١١ رقم: ٢٣٤٨٩، مجمع الزوائد، رقم: ٥٦٢٢. علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی "صحیح" کے راوی ہیں۔

[2] مسند بزار، رقم: ١١٤١.

پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں کنبے اور قبائل بنایا، تا کہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور کالے کو سرخ پر اور سرخ کو کالے پر کوئی برتری نہیں ہے۔ سوا تقویٰ کے۔ اے جماعت قریش! تم دنیا کو اپنی گردنوں پر لاد کر نہ آنا جب کہ دوسرے لوگ اعمال آخرت کے ساتھ آئیں گے۔ میں تم سے اللہ کا عذاب نہیں روک سکوں گا۔ [1]

نیز امام طبرانی، ابوقبیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، حکام وقت کی اطاعت کرو، پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ [2]

مذکور حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

۱: حقوق اللہ کی پاسداری۔

۲: انسانوں میں تقوی کے سوا کسی دوسری بات میں تفاضل نہیں ہے۔

۳: ایمانی اخوت افضل ہے۔

۴: عمل کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵: عمل کے بغیر نسب غیر مفید ہے۔

۶: سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہے۔

۷: حکام وقت کی اطاعت کا حکم۔

۸: شیطان کا اپنی عبادت سے مایوس ہونا۔

۹: معمولی کوتاہی سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ صحبہ وسلم .

[1] طبرانی کبیر ۱۸/ ۱۲ـ۱۳ .

[2] طبرانی کبیر، ۲۲/ ۷۱٦، مجمع الزوائد رقم: ٥٦٤٧ . علامہ ہیثمی نے اس کے رواۃ کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔